Digitized by Khilafat Library Rabwah

(ماہنامہ اردو)

ریویو آف ریلیجنز
(قادیان)

یعنی

دنیا کے مذاہب پر نظر

مہتمم

علی محمد اجمیری

بابت ماہ شعبان ۱۳۵۸ھ مطابق ماہِ اکتوبر ۱۹۳۹ء

جلد ۳۸ عدد ۱۰

Digitized by Khilafat Library Rabwah

مقاصد و قواعد رسالہ

رسالہ ریویو آف ریلیجنز (اُردو) سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسّلام نے ۱۹۰۲ء میں حسب ذیل مقاصد کے پیش نظر جاری فرمایا تھا:۔

غیر مذاہب کے مقابلہ میں اسلام کی فوقیت ظاہر کرنا۔

مخالفین اسلام کے حملوں کا جواب دینا۔

صحیح اسلامی عقائد کی اشاعت و تعلیم دینا۔

یہ رسالہ ہر انگریزی ماہ کی یکم تاریخ کو قادیان دارالامان سے شائع ہوتا ہے۔ اگر پندرہ تاریخ تک کسی خریدار کو رسالہ نہ ملے، تو بروقت شکایت موصول ہونے پر رسالہ دوبارہ ارسال کیا جائیگا۔

رسالہ کی سالانہ قیمت اندرونِ ہند تین روپے، اور بیرون ہند ساڑھے تین روپے ہے طلباء اور غیر احمدی اصحاب سے رعایتی قیمت اڑھائی روپے لی جاتی ہے،

خریداران کو دفتر سے خط و کتابت کرتے وقت نمبر خریداری ضرور لکھنا چاہیئے، ورنہ عدم تعمیل یا تعمیل میں تاخیر کی ذمہ داری دفتر پر نہ ہوگی۔

ترسیل زر اور تمام دفتری امور کے متعلق خط و کتابت بنام مینجر ہونی چاہیئے۔

یہ رسالہ جماعت احمدیہ کا ایک ہی قومی اُردو ماہنامہ ہے، بوجہ علمی مجلہ ہونے کے اس کے فائل محفوظ رکھے جاتے ہیں، اور ایک وسیع علمی طبقہ کی نظر سے گذرتا ہے، اس لئے اس میں اشتہار دینا مفید ہے، نرخنامہ اشتہارات حسب ذیل ہے:۔

تعداد	ایک ماہ	تین ماہ	چھ ماہ	ایک سال
ایک صفحہ	پانچ روپے	تیرہ روپے	چوبیس روپے	پینتالیس روپے
نصف صفحہ	تین روپے	آٹھ روپے	چودہ روپے	پچیس روپے
ربع صفحہ	دو روپے	پانچ روپے	نو روپے	پندرہ روپے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ

ھُوَ الَّذِیْٓ اَرْسَلَ رَسُوْلَہٗ بِالْھُدٰی وَدِیْنِ الْحَقِّ لِیُظْھِرَہٗ عَلَی الدِّیْنِ کُلِّہٖ

ماہنامہ

ریویو آف ریلیجنز (اُردو)

یعنی

دُنیا کے مذاہب پر نظر اور اہل مذاہب کا تشحیذ الاذہان

جلد ۳۲	۱۶ر شعبان سنہ ۱۳۵۸ھ مطابق یکم اکتوبر سنہ ۱۹۳۹ء	عدد ۱۰

فہرست مضامین

عیسائیوں کی مشکلات	صـ۲	آج سے چھتیس برس پیشتر کے رسالہ ریویو سے اقتباس
رسول کریمؐ کی صداقت کے تین ثبوت	صـ۳	از درس القرآن فرمودہ حضرت امیرالمؤمنین ایدہ اللہ بنصرہ العزیز
تبدیلِ مذہب اسلام میں	صـ۹	از جناب مولانا عبدالقادر صاحب ایم اے پروفیسر راجشاہی کالج
جزیرہ مارشیس میں اسلام و احمدیت	صـ۱۸	از جناب مولانا زین العابدین صاحب مولوی فاضل آف مارشیس
تحریف و الحاق بائبل پر دس نئی شہادتیں	صـ۳۳	از جناب ملک فضل حسین صاحب مہاجر۔
مجاہدِ چین کے مشاہدات و تاثرات (۲)	صـ۳۶	از جناب مولانا عبدالواحد صاحب سابق مبلغ چین۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

کو ایک ایسے ارفع مقام پر لے جاتا ہے، جہاں جسم اور دماغ دونوں انتہائی روحانی خوشی کی لذات سے بہرہ اندوز ہو سکیں۔ چنانچہ فرمایا، اَلَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ اُولٰٓئِکَ لَھُمْ جَنّٰتُ عَدْنٍ۔ یعنی وہ جو ایمان لاتے اور اعمالِ صالحہ کرتے ہیں، انہیں کے لئے جنّاتِ عدن ہیں۔

صحیح ایمان اور صالح اعمال دونوں ملکر روحانی درخت کو پھلدار بناتے ہیں، میری رائے میں کم از کم اتنا سمجھ لینا نہایت ضروری ہے، پیشتر اس کے کہ آپ مسئلہ تبدیلِ مذہب کو اسلامی نظریہ سے سمجھنے کی کوشش کریں،

مندرجہ بالا بیان سے یہ بھی خود بخود ثابت ہو جاتا ہے، کہ گو کلمۂ اسلام لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ کا اقرار یا اس پر ایمان لانا کسی شخص کو اسلامی برادری میں داخل کر دیتا ہے، لیکن کلمہ کا صرف زبانی اقرار اس امر پر دلالت نہیں کرتا، کہ لازمی طور پر ایک نئی روحانی زندگی کا آغاز ہو گیا ہے، جب تک کہ وہ شخص جو کلمہ پڑھتا ہے، اپنی زندگی کو اس طور سے نہ ڈھالے، کہ اس کے ظاہر و باطن میں ایک مکمل تبدیلی رونما ہو جائے۔

قرآن کے ایک رکوع میں عرب کے چند بدّوؤں کا ذکر آیا ہے، جنھوں نے ظاہراً کلمہ کا اقرار کر لیا تھا، مگر حقیقت میں اپنی زندگی کو اسلام کی تعلیم کے سانچے میں نہیں ڈھالا تھا، انہیں صاف طور پر یہ بتلا دیا گیا ہے، کہ ایمان ان کے دلوں میں داخل نہیں ہوا، ارشاد ہوتا ہے، وَلَمَّا يَدْخُلِ الْاِيْمَانُ فِیْ قُلُوْبِكُمْ[1] (حجرات - ۲)

یہ آیت واضح طور پر بتاتی ہے، کہ اسلام کے رُو سے مومن وہ ہے، جس کی زندگی میں ایک اعلیٰ روحانی حقیقت کی صبح نمودار ہو گئی ہے، اور جو اپنی پچھلی بدکرداریوں سے کُلّی طور پر دستکش ہو گیا ہے اس سے یہ بھی ظاہر ہے، کہ ایک سچے مسلم کی زندگی حقیقی معنوں میں تبدیلی (Conversion) کی زندگی ہے، یعنی وہ ایک ایسا شخص ہے، جس نے اپنے آپ کو گناہ اور خدا کی نافرمانی کے راستوں سے بالکل منقطع کر لیا ہے، وہ اب گناہ کا بندہ نہیں ہے، بلکہ بالکل تبدیل ہو چکا ہے ــــ ایسی تبدیلی

[1] اور ابھی ایمان تمہارے دلوں میں داخل نہیں ہوا۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

کہ گناہ اور سرکشی اس کے لائحۂ زندگی سے بالکل خارج ہو گئے ہیں، اسی قسم کی Conversion یعنی اعلیٰ رُوحانی زندگی کی تبدیلی کا اشارہ سورۃ الفرقان رکوع ۷ میں ہے، اور مَیں آپ کو اس کا ترجمہ سناتا ہوں، فرمایا:۔

"رحمان خدا کے بندے وہ ہیں، جو زمین پر چلتے ہیں انکسار کے ساتھ، اور جب جاہل (غیر مہذب) لوگ ان سے مخاطب ہوتے ہیں، تو وہ کہتے ہیں "سلامتی ہو"! اور (خدا کے بندے وہ ہیں) جو اپنے رب کے آگے سجدہ اور قیام میں رات گذار دیتے ہیں، اور (خدا کے بندے وہ ہیں) جو کہتے ہیں اے ہمارے رب ہم سے عذابِ جہنّم کو دُور رکھیو، ضرور یہ عذاب بڑی مصیبت ہے، اور یقیناً جہنّم بُرا ٹھکانا اور رہنے کی بُری جگہ ہے، اور (خدا کے بندے وہ ہیں) جو خرچ کرتے ہیں، تو نہ فضول خرچی کرتے ہیں، اور نہ کنجوسی، بلکہ اعتدال سے کام لیتے ہیں، اور (خدا کے بندے وہ ہیں) جو کسی کو اللہ کا شریک نہیں بناتے، اور کسی جان کو جس کے بارے میں اللہ نے ممانعت کی ہے، قتل نہیں کرتے، مگر انصاف کی ضرورتوں سے، اور نہ زنا کرتے ہیں، اور جو ایسا کریگا، وہ اپنے گناہ کی سزا پائے گا، قیامت کے دن اس پر عذاب دُگنا کر دیا جائیگا، اور وہ وہاں ذلت میں رہے گا، سوائے اس کے جو توبہ کرتا ہے، اور ایمان لاتا ہے، اور نیک عمل کرتا ہے، یہ ہیں وہ لوگ کہ جنکے بُرے اعمال کو اللہ اعمالِ حسنہ میں بدل دیتا ہے، اور اللہ بہت بخشنے والا اور رحم کرنے والا ہے"۔

جیسا کہ میں نے ابھی تبلایا ہے، اسلام میں (Conversion) تبدیل مذہب کے معنے محض مُنہ سے اقرار کے نہیں ہیں، بلکہ اس کے معنے خدا اور سچائی کے ساتھ ایک ہو جانے، اور خدا کے ساتھ صلح کرنے کا پختہ روحانی عزم کرنے کے ہیں، ایک سچے مومن کی روحانی حالت کے بارے میں قرآن ارشاد فرماتا ہے "اے رُوح جو امن میں ہے، اپنے رب کی طرف لَوٹ، اِس حال میں کہ تُو اس سے راضی اور وُہ تجھ پر خوش ہے، پس میرے بندوں میں شامل ہو کر میرے بہشت میں داخل ہو جا"۔

یہ اعلیٰ روحانی انعام و فضل جو اُوپر کی آیات میں مذکور ہے، ایک حقیقی "نومسلم" کی زندگی کا نہایت صحیح بیان ہے۔ اس کی رُوح خدا کے ساتھ سلامتی پر ہے، وہ گناہ کی اسیری سے آزاد ہے، اس کی کوئی

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اپنی ذاتی خواہش نہیں ہے، وہ حقیقی معنوں میں آزاد ہوجاتا ہے، اور جس نئی دنیا میں داخل ہوتا ہے، وہ صحیح معنوں میں سچائی اور حق کی دُنیا ہے، بخاری کی ایک حدیث میں ایسی روح یا ایسے شخص کا جو اعلیٰ روحانی مدارج کو پالیتا ہے، یوں ذکر ہے، فرمایا، كُنْتُ بَصَرَهُ الَّذِيْ يُبْصِرُ بِهٖ وَسَمْعَهُ الَّذِيْ يَسْمَعُ بِهٖ وَيَدَهُ الَّتِيْ يَبْطِشُ بِهَا وَرِجْلَهُ الَّتِيْ يَمْشِيْ بِهَا ۔ یعنی ایک حقیقی اسلام قبول کرنے والا الٰہی صفات سے اس قدر لبریز ہوجاتا ہے، کہ وہ خدا کی آنکھوں سے دیکھتا، اس کے کانوں سے سُنتا، اس کے ہاتھوں سے پکڑتا، اور اس کے پاؤں سے چلتا ہے، بالفاظِ دیگر وہ خدا ہی میں رہتا اور چلتا پھرتا ہے، اسی لئے جب ایک موقعہ پر رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم اپنا ہاتھ گناہ اور بدی کے خلاف بیعت کے لئے اپنے پیروؤں کے ایک جاں نثار گروہ کو پیش کر رہے تھے تو قرآن کی چند زبردست آیات میں جہاں اس واقعہ کا ذکر ہے، آپ کے ہاتھ کو خدا کا ہاتھ یا الٰہی ہاتھ کہا گیا ہے۔

یہ ہرگز نہیں کہنا چاہیئے، کہ چونکہ اسلام نے اپنے پیروؤں پر نماز، روزہ، حج اور زکوٰۃ بطور مذہب کے بنیادی ارکان کے فرض کر دیئے ہیں، اس لئے اسلام میں اس قسم کے اعلیٰ تصفیہ رُوح کی، جس کا اشارہ لفظ Conversion میں ہے، گنجائش نہیں ہے، کیونکہ اسلام کے رُو سے یہ ظاہری مراسم مذہب کا اصل و کُل نہیں ہیں، یہ تو محض ایک مقصد کے حاصل کرنے کے ذرائع ہیں، گو اسلام کے رُو سے یہ قرب من اللہ حاصل کرنے کے بہترین ذرائع ہیں۔ وہ نماز جس میں خلوص نہ ہو، اسلام کی نماز نہیں ہے، فرمایا۔ فَوَيْلٌ لِّلْمُصَلِّيْنَ الَّذِيْنَ هُمْ عَنْ صَلَاتِهِمْ سَاهُوْنَ ۔ الَّذِيْنَ هُمْ يُرَاءُوْنَ یعنی افسوس ہے ان نمازیوں پر جو اپنی نماز (کی حقیقت) سے غافل ہیں، اور جو دکھلاوے کیلئے نیکی کرتے ہیں۔ یہ قرآن کا صریح فیصلہ ہے، نیز فرماتا ہے، اِنَّ الصَّلٰوةَ تَنْهٰى عَنِ الْفَحْشَاۗءِ وَالْمُنْكَرِ ۔ یعنی یقیناً نماز انسان کو ہر قسم کی بدی اور خدا کی نافرمانی سے بچاتی ہے۔ اسی طرح قربانی کی بھی اسلام میں کوئی قدر نہیں ہے، اگر قربانی کرنے والے کو یہ تسلیم برضائے الٰہی کا سبق نہیں سکھاتی، قرآن کریم کہتا ہے، "قربانیوں کا گوشت اور خون خدا تک نہیں پہونچتا، بلکہ یہ تو صرف تقوےٰ اور خوفِ الٰہی ہیں

Digitized by Khilafat Library Rabwah
جو اس کی نگاہ میں مقبول ہیں۔"

چونکہ خوف اور امید انسانی عمل کے دو نفسیاتی اجزاء ہیں، جو اُسے عمل کرنے پر رغبت دلاتے ہیں، پس خدا کا خوف یا تقویٰ اسلام میں وہ نقطہ ہے، جہاں سے ایک سچے "نومسلم" کی زندگی کی صحیح رُوحانی نشوونما اور ترقی کا آغاز ہوتا ہے، مگر یہ بھی ذہن نشین رہے، کہ اسلامی تعلیم کے رُو سے صرف خوف ہی سے انسان اعلیٰ روحانی مقام حاصل نہیں کر سکتا، خوف امید سے ہرگز علیٰحدہ نہیں ہونا چاہیئے، یہ دونوں مل کر گویا دُو پر بن جاتے ہیں، جن کے ذریعہ روحانی پرواز ممکن ہو جاتی ہے، خوف کے بارے میں ہم فی الحال قرآن کریم کی یہ آیت لیتے ہیں:۔ "اور وہ شخص جو اپنے خدا کے حضور میں کھڑا ہونے سے ڈرتا ہے، اور اپنے نفس کو خواہشاتِ قبیحہ سے روکتا ہے، اس کا ٹھکانا یقیناً جنّت ہے۔"

امید کے بارے میں قرآن میں بہت سی آیات ہیں، جو یہ بتاتی ہیں، کہ ایک سچے "نومسلم" کو ہر وقت اپنے خدا سے بہتری کی امید رکھنی چاہیئے، قرآن فرماتا ہے، "تمہیں کیا ہوُا ہے، کہ تم خدا سے بڑائی (عظمت) کی امید نہیں رکھتے۔" نیز فرمایا۔" کہدو، بلاؤ ان کو جن کو تم پکارتے ہو، خدا کے سوا، وہ تم سے مصیبت ہٹا دینے یا تبدیل کر دینے پر قادر نہیں ہیں، جن کو وہ بلاتے ہیں، وہ خود خدا تک رسائی کے طلبگار ہیں۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ انہیں امید ہے اس کے رحم کی، اور وہ ڈرتے ہیں اس کی سزا سے۔"

اس سے یہ ظاہر ہے، کہ اسلام میں *Conversion* کا مفہوم یہ ہے، کہ انسان اپنی کمزوریوں کو سمجھ لے، اور ان پر غالب آنے کی اس کے دل میں ایک تڑپ ہو، پس جب یہ بات ہے، تو کیا اسلام کے مطابق ایک سچی *Conversion* ممکن ہے، جب تک کہ الٰہی رحم پر ایمان نہ لایا جائے، اس کا جواب صاف ہے، کہ ہرگز نہیں، قرآن کے رُو سے خدا کا فضل ہر چیز پر چھایا ہوُا ہے، فرمایا رَحْمَتِیْ وَسِعَتْ کُلَّ شَیْءٍ، اور اس کا فضل اس کے غضب سے زیادہ ہے، ارشاد ہے، سَبَقَتْ رَحْمَتِیْ عَلٰی غَضَبِیْ۔ خدا کی وسیع رحمت کا نظریہ ان لوگوں کو سمجھانے کے لئے جو اسلام کے مطابق اپنی روحانی زندگی میں ایک تغیر لانا چاہتے ہیں، قرآن کریم اپنی ہر سورت بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ سے شروع کرتا ہے، جس کے معنے یہ ہیں، کہ مَیں اس خدا کا نام لیکر شروع کرتا ہوں جو بار بار

Digitized by Khilafat Library Rabwah

رحم کرنیوالا اور بے حد مہربان ہے۔

اس مقام پر قدرتی طور پر یہ سوال پیدا ہوتا ہے، کہ کیا ایسے نفس کی روحانی ترقی اور نشوونما میں جس نے گناہ کے رستے کو چھوڑ کر ایک اعلیٰ اور اطہر زندگی کا رستہ اختیار کر لیا ہے، یا جس نے بالفاظ دیگر خدا کی طرف رجوع کر لیا ہے، محبت کو بھی کچھ دخل ہے؟ ایک مسلم کے نقطۂ نگاہ سے وہ چیز جس کے حصول کی سچی تلاش کرنی چاہیئے، خدا کی محبت ہے، نہ دنیا کی حقیر اور بے مایہ چیزوں کی محبت، قرآن نے صاف طور پر فرمایا ہے، قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِيْ يُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ - یعنی اگر تم اللہ سے محبت کرتے ہو، تو میری پیروی کرو، اللہ تم سے محبت کریگا، اسلامی تعلیم کے مطابق روحانی حقیقت کا گہرا احساس اور گناہ کے راستہ کو کلی طور پر ترک کر دینے کا پختہ ارادہ لازمی طور پر ظاہر کرتے ہیں، کہ ایک حقیقی "نومسلم" گناہ کی گندی حقیقت کو سمجھ جاتا ہے، وہ خدا سے ڈرتا، اس کے رحم کا امیدوار اور اُسے تمام دل سے چاہتا ہے۔

تزکیۂ نفس اور خدا کی نافرمانی سے بچنے کی پیہم سعی رجو Conversion کے حقیقی معنے ہیں (قرآنی تعلیم کے مطابق ایک "نومسلم" کی گناہ پر حقیقی ندامت اور پشیمانی پیدا ہونے سے ہی کامیاب ہوسکتی ہے۔ گناہ پر ندامت کیلئے اسلامی اصطلاح میں توبہ کا لفظ استعمال ہوا ہے، اور یہ امر باعثِ دلچسپی ہوگا، کہ "توبہ" کے لفظی معنے لوٹنے کے ہیں، پس ایک سچی ندامت دلیلہ[1] کی گود سے ابراہیمؑ کی گود میں آجانے کے مترادف ہے۔ اسلام توبہ کی ترغیب دیتا ہے، اور اسلام میں الٰہی صفات میں سے ایک صفت توّاب ہے، جس کے یہ معنے ہیں کہ وہ اس کی طرف رجوع کرنے والے کو قبول کر لیتا ہے، توبہ کے بارے میں قرآن مجید میں یہ اصل بیان کیا گیا ہے، فرمایا، اِنَّمَا التَّوْبَةُ عَلَى اللّٰهِ لِلَّذِيْنَ يَعْمَلُوْنَ السُّوْٓءَ بِجَهَالَةٍ ثُمَّ يَتُوْبُوْنَ مِنْ قَرِيْبٍ فَاُولٰٓئِكَ يَتُوْبُ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ ۭ وَكَانَ اللّٰهُ عَلِيْمًا حَكِيْمًا ۝ (نساء-۳) یعنی توبہ صرف ان کے لئے ہے، جو گناہ کرتے ہیں بوجہ جہالت، پھر جلدی ہی (خدا کی طرف) رجوع کر لیتے ہیں، اور یہی ہیں، جن کی طرف اللہ رجوع کرتا ہے، اور وہ علیم و حکیم ہے۔

اسلامی احادیث آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ایسے ارشادات سے پُر ہیں، جن میں توبہ کی ترغیب

[1] ایک مجری عورت کا نام ہے۔ مترجم۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

دی گئی ہے، مثلاً حضورؐ فرماتے ہیں، اَلتَّائِبُ مِنَ الذَّنْبِ كَمَنْ لَاذَنْبَ لَهٗ یعنی جو گناہ سے توبہ کر لیتا ہے، وہ اس شخص کی مانند ہے، جس نے کوئی گناہ نہیں کیا،

پس چونکہ اسلام کے رُو سے تبدیل مذہب محض ایک نفسیاتی تجربہ نہیں ہے، بلکہ ایک ٹھوس روحانی حقیقت ہے، اس سے ثابت ہوتا ہے، کہ ایک "نومسلم" کی زندگی پسح، پاکیزگی اور حصولِ تقویٰ کی متواتر کوشش کے لئے وقف ہوتی ہے، پس قرآن کریم تبدیلِ مذہب کی صرف تعریف ہی نہیں کر دیتا، بلکہ اس اعلیٰ روحانی مقصد کو حاصل کرنے کے طریقے بھی بتاتا ہے، ذیل میں قرآن کی اس بارے میں چند ہدایات مختصر طور پر بیان کی جاتی ہیں:-

(۱) ذِکر- اس کے معنے ہیں، خدا سے تعلق پیدا کرنے کیلئے اُسے کثرت سے یاد کرنا، ذکر کے معنے تسبیح پھیرنا نہیں ہے، کیونکہ یہ رسم ابتداء اسلام میں نہیں تھی، ذکر کوئی ایسا وظیفہ نہیں ہے، جو رٹ لیا جائے اور بار بار دُہرا لیا جائے، ذکر تو رُوح کی غذا ہے، قرآن مجید فرماتا ہے، اَلَّذِيْنَ يَذْكُرُوْنَ اللّٰهَ قِيَامًا وَّقُعُوْدًا وَّعَلٰى جُنُوْبِهِمْ (آلِ عمران - ۲۰) یعنی جو اسلام میں داخل ہو گئے ہیں، وہ خدا کو ہر حالت میں یاد کرتے ہیں، خواہ وہ کھڑے ہوئے ہوں، یا بیٹھے ہوئے، یا لیٹے ہوئے۔

(۲) فِکر یعنی غور- Conversion اس طرح بھی پیدا کی جا سکتی ہے، کہ انسان خدا کی عجیب و غریب مخلوقات پر غور و فکر کر کے کسی روحانی حقیقت تک پہونچنے کی کوشش کرے۔ ایک "نومسلم" کی خاصیتیں بیان کرتے ہوئے قرآن مجید فرماتا ہے، يَتَفَكَّرُوْنَ فِىْ خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۚ رَبَّنَا مَا خَلَقْتَ هٰذَا بَاطِلًا ۚ یعنی وہ آسمانوں اور زمین کی تخلیق پر غور و فکر کر کے اس نتیجہ پر پہونچتے ہیں کہ خدا نے ان کو یونہی بے فائدہ نہیں بنا دیا۔

(۳) معیّت یعنی نیکوں کی صحبت، اسلام کے رُو سے Conversion کے اعلیٰ نتائج سے مستفید ہونے کے ذرائع میں سے ایک زبردست ذریعہ نیکوں کی صحبت ہے، اور قرآن کریم نے اس پر بہت زور دیا ہے، کیونکہ روحانی تخیّل کی ایک اتفاقی محویّت، خواہ وہ کتنی ہی پُرکیف کیوں نہ ہو، اس ذہنی خوشی کو دائم و مستقل نہیں بنا سکتی، اور نہ اس کا اخلاق پر کوئی گہرا اثر پڑتا ہے، پس اسلام ان تمام کیلئے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

جو اس کے ذریعہ Conversion اختیار کرتے ہیں، نیکوں کی معیّت اور صحبت کی بہت تاکید کرتا ہے اس بارے میں قرآنی ہدایت آمرانہ ہے، چنانچہ فرمایا کُوْنُوْا مَعَ الصّٰدِقِیْنَ، یعنی راستبازوں کی صحبت اختیار کرو۔

(۴) تلاوت، یعنی خدا کی مخلوقات پر غور کرنے کے ساتھ ساتھ خدا کے کلام کا مطالعہ، اسلامی تعلیم کے مطابق انسان کی روحانی زندگی میں ایک عمدہ تغیر پیدا کرنے کا یہ ایک زبردست ذریعہ ہے، قرآن مجید فرماتا ہے:۔

"اور ہم نازل کرتے ہیں قرآن کی وحی تاکہ یہ پڑھی جائے، ایسی وحی جو صحت بخشتی ہے (رُوحوں کو) اور جو مومنوں کے لئے فضل و انعام کا ذریعہ ہے" (بنی اسرائیل - ۹)

(۵) اِتباع - یہ دنیا کے تمام بڑے روحانی رہنماؤں کے اعلیٰ نمونہ کی پیروی کرنے کے بارے میں ہدایت ہے، چنانچہ ارشاد ہے، فَبِهُدٰىهُمُ اقْتَدِهْ[1] (انعام - ۱۰) خصوصاً اس سب سے بڑے نمونہ یعنی رسولِ عربی صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی - یہ ہدایت قرآن مجید کی اس آیت میں بیان کی گئی ہے، لَکُمْ فِیْ رَسُوْلِ اللّٰهِ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ، یعنی تمہارے لئے رسُولِ خدا میں بہترین نمونہ ہے، جیسا کہ ہم سب جانتے ہیں، رسولِ عربیؐ کی زندگی ایک ایسی جامعیت پیش کرتی ہے، جو واقعی دُنیا کی مذہبی تاریخ میں بے مثال ہے، جوان اور بوڑھے، امیر و غریب، باپ اور بیٹا، حاکم و محکوم، خاوند اور بیوی، امن کے طالب اور اپنی آزادی کے محافظ، استاد اور شاگرد، غرضیکہ ہر شخص آپؐ کی زندگی سے ایک اعلیٰ سبق حاصل کرسکتا ہے، ہزاروں مرد اور عورتوں نے آپؐ کی زندگی ہی میں آپؐ سے Conversion حاصل کی، اور آپؐ کے اسوۂ حسنہ کے نقشِ قدم پر اپنی زندگیوں کی اصلاح کی، حضرت عمرؓ کا قصہ (جو آپؐ کے بعد خلیفۂ ثانی ہوئے) نہایت عجیب ہے، وہ آپؐ کے سامنے ایک جانی دشمن کی طرح تلوار کھینچکر آئے لیکن اس مقدس چہرہ کی ایک جھلک نے اس شیر کو ایک بھیڑ کے بچے میں تبدیل کردیا، اسلام کی تمام تاریخ میں ایسے واقعات پائے جاتے ہیں، مَیں اپنے سامعین کو مُسلم اولیاء کی سوانح پڑھنے کا مشورہ دُوں گا

[1] اور اُن (گذشتہ نبیوں) کی ہدایت کی پیروی کرو۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

مثلاً فریدالدین عطّار کی مشہور کتاب تذکرۃ الاولیاء، جس کے نام مستشرقین یورپ بھی ناواقف نہیں ہیں، اس کتاب میں ہم دوسری صدی (ہجری)، کے ایک مسلم ولی کا قصّہ پڑھتے ہیں، جو پہلے ڈاکوؤں کے ایک گروہ کا سرغنہ تھا، ایک دفعہ آدھی رات گئے وہ اپنے بدمعاش گروہ کو کسی بھیانک فعل کے ارتکاب کے لئے لیجا رہا تھا، قریب کے ایک مکان سے اُسے قرآن کی یہ آیت سُنائی دی، اَلَمْ يَأْنِ لِلَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَنْ تَخْشَعَ قُلُوْبُهُمْ لِذِكْرِ اللّٰهِ[1]۔ فوراً اس میں ایک تغیر آیا، اور اس وقت سے فضلِ الٰہی کا وارث بن گیا، وہ اب ڈاکوؤں کا سرغنہ نہیں رہا تھا، بلکہ اب وہ ایک ولی تھا۔ پھر اپنے ملک کی مثال ہی لے لیجئے، میری مراد خواجہ معین الدین چشتیؒ سے ہے، جن کا مزار اجمیر میں صدیوں سے ہندو اور مسلم شاہ وگدا کی زیارتگاہ بنا ہوًا ہے۔ آپ ہندوستان میں اس وقت تشریف لائے، جبکہ مسلمان حملہ آوروں نے ابھی یہاں پر اپنی سلطنت قائم نہیں کی تھی، آپ اجنبیوں کے درمیان اور ایک مخالف فضا میں رہے، لیکن اس عجیب انسان کی، جس نے خدا اور اس کی مخلوق سے امن اور صلح کر لی تھی، حقیقی معصُومیت نے اُسے ہر ایک کا محبوب بنا دیا، آپ نے اپنی زندگی کو ایسے مکمل طور پر تبدیل کر لیا، اور اسلامی Conversion کے طفیل الٰہی انعامات آپ پر اس کثرت سے وارد ہوئے، کہ ایک وجد کی حالت میں آپ کی زبان سے یہ آسمانی گیت نکل پڑا ؎

ذرہ ذرہ از وجودم طالبِ دیدار گشت　　تاکہ من مست از تجلّیہائے ربّانی شدم

دمبدم روح القدس اندر معینی مے دمد　　من نمے دانم مگر من عیسئے ثانی شدم

(مترجم۔ مشتاق احمد ایم اے)

---

[1] کیا ابھی وقت نہیں آیا کہ مومنوں کے دل ذکرالٰہی سے خشوع اختیار کریں۔ (حدید۔ ۲)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

جزیرہ ماریشس میں اسلام و احمدیت

(از جناب مولانا زین العابدین صاحب مولوی فاضل آف ماریشس)

ماریشس کی مختصر تاریخ بحر ہند میں ماریشس ایک چھوٹا سا جزیرہ ہے، اس کی کل لمبائی اور چوڑائی ۲۸×۴۸½ میل ہے، یہ جزیرہ جزائر میسکرین (Mascarene Archipalago) میں سے ایک ہے، اس کے قریب ہی ایک دوسرا چھوٹا جزیرہ لا رے نیو (La Reunion) ہے جو فرانسیسی حکومت کے ماتحت ہے، کہتے ہیں، کہ ایک زمانہ میں ماریشس اور لا رے نیو ایک ہی جزیرہ تھا، پھر آتش فشانی سے زمین شق ہو گئی، اور بیچ میں بحرِ زخار حائل ہو گیا، اس کی مثال بعینہٖ انگلستان کی سی ہے، جو اہلِ جغرافیہ کے نزدیک اوائل میں سرزمین یورپ سے ملحق تھا، پھر بعد میں ایک الگ تھلگ جزیرہ بن گیا۔

ماریشس ایک بالکل غیر آباد جزیرہ تھا، معتبر مورّخین کے بیان کے مطابق عربوں نے اس کو سب سے پہلے دیکھا، مگر اسے ویران پا کر اس کی طرف توجہ نہیں کی، ایک انگریز مصنّف ڈبلیو۔ایچ۔ امگرامز (W. H. Imgrams) جو ایک مدّت تک اس جگہ نائب کالونیل سیکرٹری (Assistant Colonial Secretary) رہ چکے ہیں، اور آجکل عدن میں ایک اعلےٰ منصب پر سرفراز ہیں، اور عربی سے بھی قدرے واقفیت رکھتے ہیں، اپنی کتاب (A School History of Mauritius) میں تحریر فرماتے ہیں، کہ "ساتویں صدی میں عربوں نے بحر ہند میں کثرت سے سفر کئے اور مڈغاسکر کا انکشاف کیا، جس کا نام انہوں نے قمری جزیرہ رکھا، ان سیاحتوں کے دَوران میں انہوں نے ماریشس بھی دیکھا، جس کا نام دینا اروبی رکھا، ادریسی نے جو ایک مشہور عرب جغرافیہ دان تھا، ۱۱۵۳ء میں اس جزیرہ کا ذکر اپنے ایک نقشہ میں کیا ہے، یوروپین لوگوں کو اس جزیرہ کا علم سولہویں صدی میں ہوا، ۱۵۰۵ء میں واسکو ڈے گاما (Vasco De Gama) ایک ڈچ جہاز ران نے اس کو دیکھا، اور ۱۵۹۸ء میں ڈچ حکومت نے اس پر قبضہ کیا، لیکن جب حکومت نے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

یہ دیکھا کہ اس جزیرہ سے چنداں فائدہ نہیں ہے، تو اس کو چھوڑ دیا۔

اس کے بعد بحری قزّاقوں نے ماریشس کو اپنا مرکز بنانا شروع کیا، اور یہ لوگ جزیرہ لارے نیو کو اس قدر نقصان پہونچانے لگے، کہ فرانسیسی حکومت نے اس کو اپنی تحویل میں لینے کا مصمم ارادہ کرلیا، چنانچہ ۲۰ ستمبر ۱۷۱۵ء کو کپٹن گلومے (Capitaune Guillaume Dofresne) نے فرانس کی طرف سے اس پر قبضہ کرلیا۔

۱۷۴۵ء میں انگریزوں اور فرانسیسیوں کے درمیان لڑائی چھڑ گئی، اور چونکہ یہ زمانہ نہر سویز کے کھودے جانے سے قبل کا تھا، اور اس وقت ماریشس انگلستان اور ہندوستان کے راستہ میں پڑتا تھا، اس لئے بحری قزّاق انگریزی بیڑوں کو بہت ضرر پہونچانے لگے، اور انگریزوں کے حملہ آور ہونے پر ماریشس میں آکر پناہ گزین ہوجاتے تھے، اور فرانسیسی حکومت ان کو مدد دیتی تھی، اس کے انسداد کے لئے انگریزوں نے اس جزیرہ پر اپنا قبضہ جمانے کا تہیّہ کرلیا۔ چنانچہ ۱۸۱۰ء میں ایک بحری جنگ ہوئی، جس میں اوّل انگریزوں کو شکست ہوئی، لیکن پھر ہندوستان سے کمک آنے پر ان کو فتح حاصل ہوئی، اور ۱۸۱۰ء سے آجتک یہ جزیرہ انگریزوں کے ماتحت ہے۔

۱۸۶۴ء سے ماریشس کی اہمیّت سویز کے کھودے جانے کی وجہ سے جاتی رہی، اس سے قبل ولایت سے ہندوستان کے رستہ پر یہ جزیرہ ایک نہایت ہی مفید مستقر کی حیثیت رکھتا تھا۔

ماریشس نَو اضلاع میں منقسم ہے، اس میں چھوٹے چھوٹے سرسبز پہاڑ اور ندیاں کثرت سے ہیں، باراں کی کثرت کی وجہ سے یہ جزیرہ ہمیشہ سرسبز و شاداب رہتا ہے، اس جزیرہ کا سب سے اُونچا پہاڑ (Piton de La Riviere Noire) ۲۷۱۱ فٹ اونچا ہے، اور سب سے لمبی ندی (Grand River South East) ۲۴½ میل لمبی ہے۔

ماریشس کے قدرتی مناظر نہایت ہی دلکش اور خوبصورت ہیں، مسٹر انگرامز (Mr. Imgrams) لکھتے ہیں، "It is truly a gem of the ocean" آب وہوا کے لحاظ سے یہ جنت نشان ہے، نہ سخت سردی ہے، اور نہ سخت گرمی، یہ جزیرہ فی الواقع

Digitized by Khilafat Library Rabwah

عیسائیوں کی مشکلات

(آج سے چھتیس برس پیشتر کے رسالہ ریویو سے اقتباس)

عیسائیت کی افسوسناک حالت اور ہمارے اس حملہ کی سچائی اور طاقت کو جو ریویو آف ریلیجنز مئی ۱۹۰۳ء میں بعنوان "اعلیٰ طبقہ کے عیسائی محققین اور پادری" کیا گیا ہے، پادری ہیوٹ صاحب پرنسپل سی، ایم، ایس ہائی سکول کرشنا گرمھ ندیا بنگال نے بہت صفائی کے ساتھ تسلیم کیا ہے، اور ایک چٹھی ولایت کے اخبار ریکارڈ مورخہ ۲۶ر جون ۱۹۰۳ء میں چھپوائی ہے، جس میں وہ لکھتے ہیں "پادریوں کی متفقہ کانفرنس نے جسکا اجلاس ماہوار کلکتہ میں ہوتا ہے، تھوڑا عرصہ ہوا، اعلیٰ تنقید کے مضمون[1] پر بحث کی تھی، کارروائی اجلاس کی روئداد ایک دانا مسلمان مباحث یعنی مرزا غلام احمد صاحب قادیانی نے بڑے غور سے پڑھی ہے، میں ایک آرٹیکل اس مضمون کے ساتھ چھاپنے کے لئے بھیجتا ہوں، جو مرزا صاحب کے میگزین ریویو آف ریلیجنز کی گذشتہ اشاعت میں شائع ہوا ہے، اس سے ثابت ہوتا ہے، کہ کس قدر غور کے ساتھ یہ اور اسی قسم کے دوسرے مضامین اس وقت ہندوستان میں غیر عیسائیوں کی توجہ کھینچ رہے ہیں، اور ان لوگوں کے لئے جو دنیا میں مسیح کی سلطنت کے پھیلانے میں مشغول ہیں، اور اس میں دلچسپی رکھتے ہیں، اس میں ایک سبق ہے، مرزا صاحب سب سے نئی اور اعلیٰ درجہ کی تنقید بائیبل کو لیکر یہ کہتے ہیں، کہ یہ طریقہ وہی تعلیم دیتا ہے، جو قرآن شریف ہمیشہ سے دیتا چلا آیا ہے، اور وہ پادریوں کو نصیحت کرتے ہیں، کہ ایک ایسی بائبل کی تعلیم دینا چھوڑ دیں، جو جھوٹی ثابت ہو چکی ہے، اور اس امر کو مان لیں، کہ مسیح کی فرضی الوہیت اس سے زیادہ نہیں، جیسی دوسرے انسانوں میں پائی جاتی ہے ان محققین کی یہ عجیب حالت ہے، جو انہوں نے اختیار کی ہے، ایک مسلمان مصلح جو عیسائیت کی تردید میں مصروف ہے، اور اس کا دشمن ہے، ان محققین کے خیالات کو اپنی تائید میں لیتا ہے میں تعجب کرتا ہوں، کہ ہمارے گرجا کے پادریوں نے جو اس اعلیٰ تنقید کے معاملہ میں کسی بڑے نام کی سند پر اعتبار کر لیتے ہیں، اس تعلیم کے لازمی نتیجہ کو اب تک محسوس کیا ہے یا نہیں، اس کا ضروری نتیجہ یہ ہوگا، کہ مسلمانوں کے درمیان عیسائی مذہب کے پھیلانے میں نئی اور سخت مشکلات در پیش آئینگی، دلائل کے رُو سے مرزا صاحب بالکل حق پر ہیں، اور ہمارا جواب صرف یہی ہو سکتا ہے، کہ یہ تعلیم ابھی تک محض ایک خیالی مسئلہ ہے، لیکن دراصل ایسا جواب دینا صرف یہ کہنا ہے، کہ مرزا صاحب انتظار کریں، جب تک کہ عیسائی آپس میں لڑ جھگڑ کر بائبل کی صداقت کا فیصلہ کریں، یقیناً ایسی حالت تک پہونچ جانا ایک قابلِ افسوس حالت ہے، ہمارے محققین دیکھیں اس کا کیا جواب دیتے ہیں"

---

[1] یعنی بائبل کی صداقت وعدم صداقت پر۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

قابلِ دید ہے۔

۱۸۵۹ء میں اس جگہ ریل گاڑی کی اور ۱۸۸۹ء میں بجلی کی روشنی کی بنیاد ڈالی گئی، اور ۱۸۹۳ء سے ایسٹرن ٹیلیگراف سے مارشیس کو ملا دیا گیا۔

مارشیس کے باشندے انگریزوں کے اس جزیرہ پر قبضہ کرنے سے پندرہ سال بعد یعنی ۱۸۳۵ء سے اسے آباد کرنے نیز زراعت کے لئے ہندوستان سے قلیوں کو منگایا جانے لگا۔

۱۸۴۰ء میں جب سر لائنل سمتھ (Sir Lionel Smith) گورنر بنکر آئے، تو وہ اپنے ساتھ ایک نئی سکیم لائے، جس کے ماتحت ہر سال چھ ہزار اشخاص کو ہندوستان سے لایا جاتا تھا، اس سکیم کو سر انجام دینے کے لئے ایک ایجنٹ ہندوستان میں اور ایک مارشیس میں مقرر کیا گیا۔ اس کے علاوہ افریقہ سے حبشی غلاموں کو بھی خرید کر لایا جاتا تھا، جن کو بعد میں آزاد کر دیا گیا۔

ہندوستان کے لوگ جو اس جگہ آباد ہیں، زیادہ تر مالابار، بنگال اور بہار سے آئے ہیں، کچھ بمبئی اور سورت کے بھی ہیں، جو زیادہ تر تجارت پیشہ ہیں۔ جزیرہ کے طول و عرض میں چینی تاجر بھی پھیلے ہوئے ہیں۔

مارشیس کی زبانیں ان حالات سے بآسانی سمجھ میں آسکتا ہے، کہ مارشیس میں مختلف زبانیں بولنے والے لوگ پائے جاتے ہیں، اردو کے علاوہ ٹامل، ٹلیگو، فرنچ، چینی، انگریزی اور گجراتی بولنے والے بھی ہیں، لیکن اس جگہ کی بین الاقوامی زبان کریے اول (Creole) ہے، جو فرنچ سے بگڑی ہوئی ہے، یہ زبان تحریر میں نہیں آئی، اگرچہ بائیبل کے بعض حصص اور بعض کہانیاں اس زبان میں شائع ہوئی ہیں، اس جگہ کی دفتری زبان انگریزی ہے، لیکن اخبارات فرنچ میں ہیں، سوائے دو انگریزی اخباروں کے تعلیم یافتہ طبقہ آپس میں فرنچ میں گفتگو کرتا ہے، لیکن مسلمان لوگ اپنے مذہبی اجتماعوں میں اردو بولنا پسند کرتے ہیں۔ جو اردو زبان اس جگہ بولی جاتی ہے، وہ بالکل بگڑی ہوئی ہے، جس طرح کہ بنگالیوں کی اردو ہوتی ہے۔ اچھی اردو سمجھنے بولنے والے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اس جگہ بہت تھوڑے ہیں، اور دن بدن شہریوں میں یہ زبان مفقود ہوتی جاتی ہے، چنانچہ آجکل کے نوجوان جو شہروں میں رہتے ہیں۔ اردو قطعاً نہیں بول سکتے، اور نہ سمجھ سکتے ہیں۔

مارشیس کا نظامِ حکومت حکومت کی طرف سے مارشیس کا سب سے بڑا افسر گورنر ہے، جو دو کونسلوں کے ماتحت کام کرتا ہے، یعنی ایک ایگزیکٹو (Executive) اور دوسری لیجسلیٹو (Legislative) اول الذکر کونسل میں ہندوستانیوں کی طرف سے کوئی ممبر نہیں، اور آخر الذکر میں دو ہندو اور دو مسلمان سرکار کی طرف سے نامزد کئے گئے ہیں۔ الیکشن سے منتخب کوئی ہندوستانی ممبر نہیں ہے۔

ووٹر بننے کے لئے شرائط حسب ذیل ہیں (۱) پچاس روپے کی ماہوار آمد ہو، (۲) یا تین ہزار کی جائداد کا مالک ہو، ہندوستانی ووٹر چونکہ گوروں کے مقروض ہیں، اور بعض دوسری وجوہات سے بھی گوروں کے نیچے ہیں، اس لئے وہ گوروں کے حق میں ووٹ دینے پر مجبور ہیں۔

سرکاری ملازمتوں میں اعلیٰ عہدوں پر انگریزوں کے بعد یا تو فرانسیسی النسل گورے ہیں، یا حبشی النسل عیسائی (جو حبشی غلاموں کی اولاد ہیں) چھوٹے عہدوں پر ہندو اور عیسائی بکثرت ہیں اور مسلمان آٹے میں نمک کی طرح ہیں۔

مارشس کی آبادی کا تناسب حسب ذیل ہے۔

ہندو	۲۰۲۴۱۶
مسلمان	۵۰۶۷۸
چینی بدھ مذہب والے	۸۹۲۳
عیسائی	۱۳۱۲۲۱
کل آبادی	۳۹۳۲۳۸

ہندوستانیوں میں سے ڈاکٹر مسلمان بھی ہیں، اور ہندو بھی، مسلمان وکیل ایک بھی نہیں ہے ہندوؤں میں سے تین وکیل ہیں، ایک مسلمان مجسٹریٹ اور ایک ہندو مجسٹریٹ چند سالوں سے مقرر ہوئے ہیں چند سال ہوئے حکومت ہند کی طرف سے سر مہاراج کنور سنگھ ہندوستانیوں کے حالات مطالعہ کرنے کے لئے اس

Digitized by Khilafat Library Rabwah

جزیرہ میں تشریف لائے، ایک مسلمان اور ایک ہندو مجسٹریٹ کا تقرر انہیں کی رپورٹ کی بناء پر عمل میں آیا۔

سیاسی بیداری پچھلے چار سالوں سے مسلمانوں اور ہندوؤں میں ایک بیداری سی پیدا ہوگئی ہے، اور وہ اپنے انحطاط کو پوری طرح سے محسوس کر کے حقوق حاصل کرنے کی جد و جہد کرنے لگ گئے ہیں، اس بیداری کے محرک ڈاکٹر کیور (Dr. Cure) ہیں، جنہوں نے اس جزیرہ میں مزدور پارٹی قائم کی ہے۔ مزدور پارٹی کی طرف سے کئی ہزار آدمیوں کے دستخطوں سے ایک درخواست شاہ جارج ششم کی خدمت میں ارسال کی گئی ہے، جس میں سیاسی اصلاحات طلب کئے گئے ہیں، جن کی رُو سے زمینداروں کے لئے بھی ووٹ کے حق کا مطالبہ کیا گیا ہے، اور Universal Sufferage طلب کیا گیا ہے۔

پچھلے سال Dr. Cure کی قائم کردہ انجمن کو گورنر کے حکم سے توڑ دیا گیا، جس کی وجہ سے گورنر کے خلاف اس جگہ کی عدالت عالیہ (Supreme Court) میں مقدمہ چلایا گیا، کورٹ نے گورنر کے حکم کو برقرار رکھا، اب اس کے خلاف پریوی کونسل میں اپیل کی جا رہی ہے۔

پچھلے سال زمینداروں اور کارخانوں کے مالکوں کے درمیان بہت جھگڑے ہوئے، ہڑتالیں بھی ہوئیں، گنّوں کے کھیتوں میں آگ دی گئی، گوروں اور پولیس والوں کو مارا گیا، بہت سے مزدور ہلاک ہوئے، اس پر سرکار کی طرف سے ایک کمیشن بیٹھا، جس نے یہ سفارش کی ہے، کہ مزدوروں کو کچھ زیادہ تنخواہ دی جائے اور ان کی شکایات کو رفع کیا جائے۔

مارشس کے مسلمان جس طرح یہاں کی زبانیں مختلف ہیں، اسی طرح سے مذاہب وادیان بھی مختلف ہیں، مثلاً عیسائیت، بدھ مت، ہندو مذہب وغیرہ، مسلمانوں کی دینی حالت ناگفتہ بہ ہے، ان کا مذہب اسلام برائے نام ہے، معمولی مسائل سے لاعلمی اور پُرانی رسومات کی پیروی عام ہے، آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے کیا ہی سچ فرمایا ہے، یَأْتِیْ عَلَی النَّاسِ زَمَانٌ لَا یَبْقَی مِنَ الْاِسْلَامِ اِلَّا اسْمُهٗ وَ لَا مِنَ الْقُرْاٰنِ اِلَّا رَسْمُهٗ۔

مسجدیں بہت ہیں، جن میں کوئی نہ کوئی امام مقرر ہوتا ہے، مگر امام جاہلِ مطلق ہوتے ہیں،

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اور ان کا سرمایہ علم صرف اس قدر ہوتا ہے، کہ قرآن مجید ناظرہ پڑھ لیتے ہیں، اور یا اردو کی چند ابتدائی کتب جن کو خود بھی سمجھنے سے قاصر ہوتے ہیں، چہ جائیکہ اپنے شاگردوں کو سمجھا سکیں، قریباً ہر مسجد میں ایک مکتب کھولا جاتا ہے، جس میں امام ناظرہ قرآن کریم اور اردو کے چند قاعدے پڑھلتے ہیں، یہ وہ علم ہے، جس کی مدد سے یہ لوگ اسلام کی خدمت کرنا چاہتے ہیں، ہر قصبہ اور گاؤں میں ایک جماعت بنی ہوئی ہوتی ہے، اور بعض بعض گاؤں میں دو تین بلکہ اس سے بھی زیادہ، چنانچہ ایک گاؤں میں آٹھ جماعتیں الگ الگ بنی ہوئی ہیں، ان جماعتوں کے افسر اعلےٰ کا نام سردار ہوتا ہے، اس کے علاوہ ایک متولی مسجد اور ایک وزیر بھی ہوتا ہے، جب کوئی ممبر شریعت کے خلاف کسی امر کا مرتکب ہو، تو سرزنش کے لئے اس کو عموماً جماعت میں نماز جمعہ کے بعد پیش کیا جاتا ہے، پرسش کے بعد اگر الزام ثابت ہوگیا، تو اس پر تاوان لگایا جاتا ہے، یعنی مسجد کے لئے چند چٹائیاں اور چند مسکینوں کو کھانا کھلانا، اگر وہ سرکشی کرے، تو اس سے قطع تعلق کی سزا ملتی ہے، اور اس کی جماعت کا سردار آس پاس کی دوسری جماعتوں کے سرداروں کو اس امر سے مطلع کر دیتا ہے، تا کوئی جماعت اس کو اپنے اندر قبول نہ کرے، اس طرح پر تنگ آکر وہ جماعت کے فیصلہ کو ماننے پر مجبور ہو جاتا ہے، اگر کوئی شخص احمدیوں سے میل جول رکھے، یا ان کو اپنی شادیوں وغیرہ میں مدعو کرے تو اس کو جماعت سے عام طور پر خارج کیا جاتا ہے، بعض ایسی مثالیں بھی ہیں، جہاں کوئی پرسش نہیں ہوئی۔

ماریشس کے مسلمان عام طور پر حنفی المسلک ہیں، شافعی، مالکی، رافضی اور اہلحدیث وغیرہ بھی نسبتاً تھوڑی تعداد میں ہیں، چند سالوں سے ایک نیا فرقہ نمودار ہوا ہے، جس کو دَف والے کہتے ہیں، یہ لوگ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی نعت پڑھتے وقت دَف بجاتے ہیں، عموماً رات کو جمع ہوتے ہیں، ایک شخص نعت پڑھتا ہے، اور چار پانچ دَف بجاتے ہیں۔

شہر پورٹ لوئیس میں ایک مسلم نائٹ سکول قائم کیا گیا ہے، جس میں اور جگہوں کی نسبت اچھی تعلیم دی جاتی ہے، معلّمین کی تعلیمی لیاقت معمولی ہے، تاہم ان کی کوشش تعریف کے قابل ہے،

مسلمانوں کا کوئی اچھا اخبار نہیں ہے، البتہ ایک روزنامہ The New Era ہے، اس کی

Digitized by Khilafat Library Rabwah

چھپائی خراب ہے، اور خریدار بہت کم ہیں، اس کا مالک ایک غریب مسلمان ہے،

قریبًا ہر سال کوئی نہ کوئی ہندوستانی جبّہ پوش مولوی صاحب تشریف لاتے ہیں، اور چند ماہ رہ کر کافی روپے کما کر چل دیتے ہیں۔

آریہ سماج آریوں کے مشن بہت تندہی سے کام کرتے ہیں، ان کے دو اخبارات ہندی میں ہیں، چند مسلمانوں کو انہوں نے "شدھ" بھی کیا ہے، لیکن "شدھی" کی رفتار مسلمانوں میں نہایت دھیمی ہے، آریوں کی چراگاہ ہندو لوگ ہیں، اور زیادہ تر چمار آریہ مذہب قبول کرتے ہیں،

عیسائی مشن عیسائیوں کی تبلیغ وسیع پیمانہ پر جاری ہے، اور سارے جزیرہ میں مشن نے اپنا جال بچھایا ہوا ہے، تمام اکناف مارشس میں مشن سکول کھولے ہوئے ہیں، جن میں خاص طور پر بائبل کی تعلیم دی جاتی ہے، بہت سے ہندو خاصکر وہ جو مالابار اور مدراس سے آئے ہوئے ہیں عیسائیت میں داخل ہو چکے ہیں، اس کے علاوہ بہت سے چینی لوگ بھی عیسائی ہوئے ہیں، جس طرح کہ بعض آریہ ہو گئے ہیں، عیسائیوں میں سے ایڈونٹسٹ (Adventist) فرقہ بہت تندہی اور باقاعدگی سے تبلیغ کرتا ہے، عیسائیوں کے پادریوں کو تنخواہ سرکار سے ملتی ہے، مگر ہندوؤں اور مسلمانوں کو یہ فائدہ حاصل نہیں ہے،

طلوعِ احمدیت قریبًا ۱۹۰۵ء کا ذکر ہے، کہ ماسٹر نور محمد نوردیا صاحب جو ایک سکول کے ہیڈ ماسٹر ہیں، ایک اخبار "اسلامزم" (L. Islamisme) فرانسیسی زبان میں شائع کرتے تھے، اور لورپول (Liverpool) میں ایک معزز انگریز مسٹر عبداللہ کوئیلیم (Mr. Abdullah Quilliam) ایک اسلامی اخبار "دی کریسنٹ" (The Crescent) کے ایڈیٹر تھے، ان کے اخبارات تبادلہ کے طور پر ایک دوسرے کو پہونچتے تھے، "دی کریسنٹ" اپنے پرچوں میں "اسلامزم" اخبار کا ذکر کرتا تھا، اور نور محمد نوردیا صاحب کے حق میں تعریفی کلمات شائع کرتا تھا، ولایتی مسلم اخبار قادیان بھی آتا تھا، اور ایڈیٹر رسالہ "ریویو" انگریزی کو اس کے ذریعہ نور محمد صاحب کا پتہ ملا، انہوں نے نور محمد نوردیا صاحب کے پتہ پر رسالہ "ریویو" انگریزی کے چند پرچے بھیجے اور

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اس طرح سب سے پہلے احمدیت کا پیغام مارشیس پہونچا، "اسلام ازم" میں رسالہ "ریویو" کے متعلق اشتہارات شائع ہونے لگے، اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی وفات کی خبر بھی ۱۹۰۸ء میں شائع ہوئی، ۱۹۱۲ء میں بہت تحقیقات کے بعد نور محمد صاحب نے احمدیت قبول کر لی، اور کھلے طور پر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا پیغام لوگوں تک پہونچانے لگے، ان کا بیان ہے، کہ انہوں نے ایڈیٹر "ریویو" کو لکھا، کہ میں احمدیت کی تمام تعلیم مانتا ہوں، کیا کرنا چاہیئے؟ تو جواب ملا، کہ جب مان لیا ہے، تو اول اس پر عمل کرو، پھر اس کی تبلیغ۔

۱۹۱۳ء میں محمد عظیم صاحب ماسٹر نور محمد صاحب کے ماتحت ان کے سکول میں کام کرنے لگے، اور ماسٹر نور محمد صاحب نے ان سے احمدیت کا ذکر کیا، نیز "ریویو" پڑھنے کو دیا، اور میاں جی رحیم بخش صاحب جو اسی سکول میں اردو ٹیچر تھے، محمد عظیم صاحب کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی اردو کتابیں سمجھانے لگے، محمد عظیم صاحب نے سلسلہ کا ذکر میرے بھائی میاں جی سبحان محمد صاحب سے کیا، میرے بھائی صاحب نے جب حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی آمد کی خبر سنی تو ان کو بہت دلچسپی ہوئی، اور معلوماتِ صحیحہ حاصل کرنے کے لئے روز ہل سے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تصنیفات منگا کر پڑھنے لگے، اور چونکہ وہ اچھی اردو اور فارسی جانتے تھے، اس لئے ان کتابوں کو بخوبی سمجھ سکے، اور ان پر انکا اچھا اثر ہوا، اور انہوں نے کافی تحقیقات کے بعد احمدیت کا اعلان کر دیا، اور زور سے تبلیغ شروع کر دی، میرے بھائی صاحب کو کام سے برطرف کر دیا گیا، اور بائیکاٹ کا حکم صادر ہو گیا، وہ ہمارے قصبہ فونکس (Phoenix) کی مسجد کے امام تھے، اور لڑکوں کو مکتب میں پڑھایا کرتے تھے، اور چونکہ ان کے دینی معلومات اچھے تھے، ان کے احمدی ہو جانے سے مسلمانوں کو بہت طیش آیا، مخالفت تو تھی ہی، ان کے احمدیت کا اعلان کرنے پر مخالفت کی آگ زور سے بھڑکنے لگی، ان کے قتل کے منصوبے بھی کئے گئے، اور قتل کرنے والے کے لئے انعام مقرر کیا گیا، مجھے یاد ہے، کہ میری والدہ مرحومہ ان کو ادھر اُدھر جانے سے روکتی تھیں، کہ مبادا کوئی حملہ نہ کر دے، مگر باوجود اس زور مخالفت کے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

میرے بھائی صاحب گاؤں کے آس پاس کے مسلمانوں میں بہت زور سے تبلیغ کرتے رہے، اُدھر روز ہل میں ماسٹر نور محمد صاحب اپنے گھر میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تصانیف پڑھکر لوگوں کو سُناتے۔

۱۹۱۴ء میں ہندوستان کی ایک فوجی پلٹن مارشیس میں آئی، جس میں چار احمدی اصحاب تھے، جن کے اسماء گرامی یہ ہیں۔ (۱) ڈاکٹر لال محمد صاحب (۲) بھائی اسمٰعیل صاحب (۳) بھائی عبدالمجید صاحب (۴) بھائی منظور علی صاحب۔ میرے بھائی صاحب اکثر ان سپاہیوں سے ملاقات کرنے کے لئے چھاؤنی میں جایا کرتے تھے، کبھی کبھی مَیں بھی ان کے ساتھ جایا کرتا تھا، اور گاہ بگاہ یہ اصحاب ہمارے غریب خانہ میں تشریف لاتے تھے، اسی اثناء میں بہت سے لوگ احمدیت کی طرف مائل ہونے لگے، جن میں سے مندرجہ ذیل دوست قابلِ ذکر ہیں (۱) مولا بخش صاحب بُھنو (۲) رجب علی آف پورٹ لوئیس (۳) غلام تیغ علی (۴) ابراہیم تیغ علی۔

مندرجہ بالا احمدی دوستوں نے حضرت خلیفۃ المسیح ایدہُ اللہ بنصرہ کی خدمت میں ایک انگریزی دان مبلّغ بھیجنے کی درخواست کی، اس پر حضور نے جناب صوفی غلام محمد صاحب کو مارشیس روانہ فرمایا، جو ۱۵۔ جون ۱۹۱۵ء کو یہاں پہونچے، صوفی صاحب موصوف ابھی جہاز ہی میں تھے، کہ ایک مسلمان غلام محمد اسحاق صاحب نے اپنے اخبار (Le Petit Journal) میں سرکار کو مخاطب کرکے لکھا، کہ جہاز میں ایک ایسا شخص ہندوستان سے آیا ہے، جو مسلمانوں اور عیسائیوں کے عقائد کے خلاف ہے، اور یہ یہاں دشمنی اور جھگڑا بڑھانے کے لئے آیا ہے، مناسب ہے، کہ اس کو واپس بھجدیا جائے، اس پر ایک عیسائی اخبار (La Patrie.) نے جواب دیا، کہ غلام محمد اسحاق صاحب کو چاہیئے، کہ وہ اپنی تجویز پیش کرنے سے قبل یہ قانون پاس کرائیں، کہ مارشیس ایک مُسلم ریاست ہے، اور اس میں اور کسی کو داخل ہونے کی اجازت نہیں، بہرحال یہ کوشش ناکام ہوئی، ماسٹر نور محمد صاحب صوفی صاحب کو جہاز پر ملنے گئے، اور بغیر کسی قسم کی روک کے انہیں جہاز سے اتار کر سیدھے اپنی کوٹھی میں لے آئے، ماسٹر نور محمد صاحب کو یہ فخر بھی حاصل ہے،

Digitized by Khilafat Library Rabwah

کہ انہوں نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے سب سے پہلے سپاہی کی آمد پر اپنی کوٹھی کا دروازہ کھولا، چند ماہ تک اسی مکان میں جمعہ اور دیگر اجتماعات ہوتے رہے، مارشس میں احمدیت کی تاریخ میں ان کا نام خاص عزت سے لکھے جانے کا مستحق ہے، کیونکہ ان کے مکان ہی سے احمدیت کی شعاعیں تمام جزیرہ میں پھیلنی شروع ہوئیں۔

بہت سے لوگ صوفی صاحب سے ملنے کے لئے آتے رہے، تبلیغ بہت تیزی سے شروع ہوگئی تھوڑے دنوں کے بعد جناب ابراہیم اچھا صاحب کی تجویز پر غیر احمدیوں کی مسجد میں ایک بڑی میٹنگ ہوئی، جس میں بڑی بڑی ڈاڑھی والے جبّہ پوشوں نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام پر اعتراضات کئے، اور ہر ایک کو نصف نصف گھنٹہ دیا گیا تھا، لیکن صوفی صاحب کو اخیر میں جواب کے لئے صرف دس منٹ دیئے گئے، صوفی صاحب نے ایک مختصر مگر مدلل تقریر کی، اور اس کے بعد اپنی قیام گاہ میں آکر اسی تقریر کو جاری رکھا، باوجود بائیکاٹ کے بہت سے لوگ سننے آئے۔

۱۹۱۷ء میں محترم صوفی صاحب کی تحریک پر اس جزیرہ سے چار نوجوان بغرض حصول علم عازم قادیان ہوئے، ان کے اسماء یہ ہیں:۔ پیر محمد صاحب، غلام حسین جھنو صاحب، الیاس اکبر علی صاحب، اور خاکسار زین العابدین رجب علی۔ غلام حسین صاحب نے انگریزی لائن منتخب کی، اور باقی تینوں دینی علم حاصل کرنے لگے، ۱۹۱۹ء کی وباء انفلوانزاء میں ہم سب پر بیماری کا سخت حملہ ہوا، جس میں پیر محمد صاحب اور الیاس اکبر علی صاحب قادیان میں ہی رحلت کر گئے، اور بہشتی مقبرہ میں دفن کئے گئے، اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ اور اس عاجز نے سات سال دارالامان میں قیام کیا، جس کے دوران میں نہ صرف مولوی فاضل کے امتحان میں کامیاب ہوا، بلکہ مبلّغین کلاس کا کورس بھی پورا کیا۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ عَلٰی ذَالِکَ۔

روزہل سے پانچ میل کے فاصلہ پر (St. Pierre) سین پیئر ایک بڑا قصبہ ہے، یہ قصبہ مارشس میں جماعت کے قیام کے ذکر میں ایک خاص اہمیت کا مستحق ہے، جھنو سردار ایک معزز اور متمول زمیندار تھے، ان کے چار بڑے فرزند اس قصبہ میں رہتے تھے، جن کے نام یہ ہیں۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

بھائی مولا بخش صاحب، بھائی الٰہی بخش صاحب، بھائی روشن علی صاحب، اور بھائی عظمت علی صاحب، جناب صوفی صاحب کے مارشیس وارد ہونے سے پیشتر ہی سے مولا بخش صاحب احمدیت کا ذکر ماسٹر نور محمد صاحب سے سُن چکے تھے، اور صوفی صاحب کے آنے پر بھی ان سے ملتے اور تبلیغی باتیں سُنتے رہے، اس کے بعد یہ صاحب اپنے دوسرے بھائیوں سے احمدیت کا ذکر کرنے لگے۔ ایک دن بھائی الٰہی بخش صاحب نے بھائی روشن علی صاحب سے (جو میرے خسر ہیں) کہا، کہ میرا ارادہ ہے کہ مَیں صوفی صاحب کو یہاں بلا کر کچھ سنوں، میرے خسر صاحب نے چنداں توجہ نہ کی، اور فرمایا، ہاں بلاؤ، مگر میرے مکان پر نہیں، لیکن ہوا یہ کہ صوفی صاحب کو میرے خسر صاحب کی کوٹھی پر لایا گیا، اور وہ وہیں اُترے، میاں جی یوسف سے وفاتِ مسیحؑ، ختم نبوت اسمہٗ احمد وغیرہ مسائل پر بحث ہوئی، میاں جی صاحب نے کہا، کہ حضرت عیسٰےؑ اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے درمیان کوئی اور نبی نہیں آیا، اس پر صوفی صاحب نے تفسیر قادری کھول کر بتایا کہ چند انبیاء کرام حضرت مسیح ناصری علیہ السلام اور رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے درمیانی زمانہ میں آئے ہیں، میاں جی صاحب سے اس کا کچھ جواب نہ بن پڑا، اس پر میرے خسر صاحب نے میاں جی یوسف سے کہا، کہ آپ کی بات کمزور معلوم ہوتی ہے، اور صوفی صاحب کی قوی، آپ شہر پورٹ لوئیس کی جامع مسجد کے امام سے ملیں، ضروری دلائل اور کتابیں لائیں، اور اگر ضرورت ہو، تو ایک بڑا مولوی بھی میرے خرچ پر لاؤ، ضروری ہے، کہ اس مسئلہ پر پوری تحقیق ہو، چنانچہ آئندہ ہفتہ کے لئے گفتگو کو ملتوی کر دیا گیا، جامع مسجد کے امام نے کہا، کہ یہ قادیانی مولوی جادوگر ہے، اس سے گفتگو نہ کرو، اور نہ اس سے ملو، میرے خسر صاحب نے جواب دیا، کہ ہم کسی کے ماتحت نہیں ہیں، ہم تو تحقیقات ضرور کرینگے، اگلے ہفتہ صوفی صاحب وعدہ کے مطابق تشریف لائے، لیکن میاں جی صاحب نہ آئے، تاہم ان کو آنے پر مجبور کیا گیا، میرے خسر صاحب بیان کرتے ہیں، کہ مَیں نے قرآن مجید ہاتھ میں لیا، اور صوفی صاحب سے مخاطب ہو کر کہا، مولانا صاحب! ہم کو تفسیر وغیرہ کتب پر چنداں ایمان نہیں، ہمارا ایمان کلام اللہ پر ہے، اس سے بتائیں، کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم اور مسیح ناصریؑ

Digitized by Khilafat Library Rabwah
کے درمیانی زمانہ میں کوئی نبی آیا ہو، میرے خسر کو ملانوں نے کہا تھا، کہ قادیانی مولوی ہر گز یہ امر ثابت نہیں کرسکتا، صوفی صاحب نے مسکرا کر کہا، اچھا یہی سہی، اور سورت یٰسٓ کی یہ آیت پڑھی، اِذْ اَرْسَلْنَآ اِلَيْهِمُ اثْنَيْنِ فَكَذَّبُوْهُمَا فَعَزَّزْنَا بِثَالِثٍ فَقَالُوْٓا اِنَّآ اِلَيْكُمْ مُّرْسَلُوْنَ علاوہ ازیں دوسرے مسائل پر بھی سیر کن باتیں ہوئیں، جو حوالہ صوفی صاحب دیتے، وہ تحقیق سے صحیح نکلتا، اس سے سین پیر کے بھٹو خاندان کے قلوب میں یہ بات سرایت کر گئی، کہ احمدیت سچی ہے، لوگوں نے ان کو بہت روکا، کہ صوفی صاحب سے نہ ملیں، اور نہ گفتگو کریں، مگر ان چیزوں کا کوئی اثر نہ ہوا۔

اسی دوران میں مولا بخش صاحب کی لڑکی کی شادی کی تقریب آئی، جماعت کے لوگوں سے مشورہ کرکے صوفی صاحب کو بمعہ احمدیوں کے دعوت دی گئی، چنانچہ صوفی صاحب اور دوسرے احمدی تشریف لائے، جب برات قصبہ کی مسجد کے پاس پہونچی، تو لوگوں نے کہا، کہ وہاں مت جاؤ، کیونکہ قادیانی مولوی کو بلایا گیا ہے، مگر کسی نہ کسی طرح برات کے لوگ آہی گئے۔

نکاح پڑھانے کا وقت آیا، اب سوال پیدا ہوا، کہ خطبہ نکاح کون پڑھے، میرے خسر صاحب نے کہا، کہ جب صوفی صاحب جیسے بڑے عالم اس جگہ موجود ہیں، تو ان کے علاوہ اور کون پڑھانے کا اہل ہوسکتا ہے، اس پر میانجی عبدالرحیم نے کھڑے ہو کر صوفی صاحب سے کہا، مولٰینا صاحب! آپ کیا بیان کرینگے؟ بناء اسلام پر تقریر کرینگے، یا اور دوسرے اسلامی مسائل پر بحث کرینگے، ہم تو ان باتوں سے خوب واقف ہیں، لہٰذا اس بات کی کوئی ضرورت نہیں، کہ آپ خطبہ پڑھیں، صوفی صاحب نے جواب میں فرمایا، بیشک آپ بڑے عالم ہیں، کونسا علم ہے، جس سے آپ ناواقف ہیں، مگر ذرا یہ تو فرمایئے، کہ تکبیر تحریمہ کے وقت دونوں انگوٹھوں کو کان تک کیوں اٹھایا جاتا ہے؟ اس کی فلاسفی کیا ہے؟ یہ سنکر میانجی خاموش ہو کر رہ گئے، اور کچھ جواب نہ دے سکے، پھر بعض اور لوگ بھی کہنے لگے، کہ صوفی صاحب کو نکاح نہیں پڑھنے دینا چاہیئے، مگر سردار بھٹو صاحب نے (جو مالک مکان کے والد تھے) کہا، کہ نکاح مولانا صاحب ہی پڑھائینگے، آپ لوگوں کا حکم میرے مکان پر نہیں چلے گا، اس پر بہت سے لوگ مایوس ہو کر چلے گئے، ملاّ صاحب بھی تشریف لے گئے، بعد میں سردار بھٹو صاحب نے کہا، کہ میں تو اپنی لڑکی تب دونگا، جب دولہا

Digitized by Khilafat Library Rabwah

رسول کریمؐ کی صداقت کے تین ثبوت

(درس القرآن فرمودہ سیّدنا امیرالمومنین ایدہُ اللہ بنصرہ العزیز)

اَفَمَنْ كَانَ عَلٰى بَيِّنَةٍ مِّنْ رَّبِّهٖ وَيَتْلُوْهُ شَاهِدٌ مِّنْهُ وَمِنْ قَبْلِهٖ كِتٰبُ مُوْسٰٓى اِمَامًا وَّرَحْمَةً ؕ اُولٰٓئِكَ يُؤْمِنُوْنَ بِهٖ ؕ وَمَنْ يَّكْفُرْ بِهٖ مِنَ الْاَحْزَابِ فَالنَّارُ مَوْعِدُهٗ ۚ فَلَا تَكُ فِيْ مِرْيَةٍ مِّنْهُ ۗ اِنَّهُ الْحَقُّ مِنْ رَّبِّكَ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يُؤْمِنُوْنَ ۝

(ہود-۲)

پس کیا جو (شخص) اپنے رب کی طرف سے ایک روشن دلیل پر (قائم) ہے اور (اس کی صداقت کا) ایک گواہ اس (یعنی خداوند تعالیٰ) کی طرف سے (آکر) اسکی پیروی کریگا۔ اور اس سے پہلے موسیٰ کی کتاب بھی جو لوگوں کیلئے امام اور رحمت تھی (ایک جھوٹے مدعی جیسا ہو سکتا ہے؟) وہ (یعنی موسےٰ کے سچے پیرو) اس پر (ابھی ضرور) ایمان لاتے ہیں۔ اور ان مخالف گروہوں میں سے جو کوئی اسکا انکار کریگا۔ تو (دوزخ کی) آگ اس کیلئے وعدہ کی جگہ ہے۔ پس (اے مخاطب) تو اس کے متعلق کسی (قسم کے) شک میں نہ پڑ۔ وہ یقیناً بالکل حق ہے (اور) تیرے رب کی طرف سے (ہے) لیکن اکثر لوگ ایمان نہیں لایا کرتے۔

حل لغات۔ اَلْاِمَامُ مَنْ يُّؤْتَمُّ بِهٖ جس کی اقتدار کی جائے۔ یہ لفظ مذکر اور مؤنث دونوں کے لئے آتا ہے۔ چنانچہ کہتے ہیں، قَامَتِ الْاِمَامُ وَسَطَهُنَّ یعنی (عورتوں کی) امام نماز میں ان کے درمیان کھڑی ہوئی۔ مَا امْتَثَلَ عَلَيْهِ الْمِثَالُ یعنی جس چیز کو کسی کام کے کرنے میں نمونہ ٹھہرا کر اس کے مطابق کام کیا جائے، اسے بھی امام کہتے ہیں۔ اس لفظ کے اور معنے بھی ہیں، جو یہاں چسپاں نہیں ہوتے، مگر معنوں کے سمجھنے میں مدد دے سکتے ہیں، اور وہ یہ ہیں، اَلْخَيْطُ يُمَدُّ عَلَى الْبِنَاءِ فَيُبْنٰى۔ یعنی وہ دھاگہ جس کے ساتھ معمار دیوار کی کجی کو معلوم کرتے ہیں (اقرب)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

امامِ وقت پر ایمان لائے، اس کے بغیر نکاح ناممکن ہے، چنانچہ نکاح نہ ہوا، اور براتی واپس چلے گئے، صبح کو بھنو خاندان کے سب افراد بیعت میں داخل ہو گئے، اور قریبًا اسّی نفوس نے امامِ وقت کو قبول کر لیا، اس سے احمدیت کو بہت تقویت پہونچی، ایک شورِ عظیم برپا ہوا، اور اس رَو میں روز ہِل کے بہت سے مسلمانوں نے بیعت کر لی۔

جب بھنو خاندان احمدی ہوا، تو انہوں نے یہ خواہش ظاہر کی، کہ ایک مولوی قادیان سے خاص ان کے خاندان کی ضروریات کے لئے ان ہی کے اخراجات پر بلایا جائے، چنانچہ اس غرض کے لئے مولوی عبید اللہ صاحب مرحوم بمع اپنے اہل بیت کے تشریف لائے، اور بہت جانفشانی سے وہاں کے لڑکوں کو پڑھانے لگے، روزانہ رات کو درس دیتے، اور ہفتہ وار نوجوانوں کے ہفتہ واری اجلاس کر کے ان کو تقریر کرنے کی مشق کراتے، اس کے علاوہ عام تبلیغی کاموں میں صوفی صاحب کا ہاتھ بٹاتے تھے، افسوس کہ ۱۹۲۳ء میں ان کا انتقال ہو گیا، اور ان کو مارشس ہی میں دفن کیا گیا، اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ ۱۹۲۴ء میں ان کے والد صاحب ابو عبید اللہ حافظ غلام رسول صاحب وزیر آبادی تشریف لائے، اور اپنی بہو کو واپس ہندوستان لے گئے۔

مسٹر نور محمد صاحب کے مکان کے متصل غیر احمدیوں کی ایک بڑی مسجد ہے، صوفی صاحب کے آنے کے دوسرے دن ہی سے صوفی صاحب صبح کی نماز پڑھنے کے لئے اس مسجد میں جاتے، اور مسٹر نور محمد صاحب ان کی اقتدا میں نماز پڑھتے، لیکن عام طور پر صوفی صاحب اپنی قیامگاہ ہی میں نماز پڑھتے تھے، ۱۴ر فروری ۱۹۱۶ء کو صوفی صاحب قریبًا دس بارہ احمدیوں کے ساتھ مغرب کی نماز پڑھنے کے لئے مسجد میں گئے۔ پہلے غیر احمدیوں نے نماز پڑھی، اور اس کے بعد صوفی صاحب نے احمدیوں کو نماز پڑھائی، جن میں سے مندرجہ ذیل احمدی قابلِ ذکر ہیں، نور دیا صاحب، محمد صدر علی صاحب، عبد الرحیم صاحب، نبی بدھو صاحب، اور دوست محمد صاحب، نماز سے فارغ ہو کر صوفی صاحب نے اپنی تقریر عشاء کی نماز تک کی، غیر احمدی بھی شامل تھے، جن میں مسجد کے پریزیڈنٹ احمد حاجی سلیمان اچھا صاحب بھی تھے، لوگوں نے اس تقریر کو بہت پسند کیا، اور عشاء کی نماز کے وقت پریزیڈنٹ مسجد نے صوفی صاحب کی اقتداء میں نماز پڑھی، جو اس بات کا ثبوت تھا،

Digitized by Khilafat Library Rabwah

کہ ان کو بھی یہ تقریر پسند آئی، اس کے بعد صُوفی صاحب اور دوسرے احمدی باقاعدہ پانچ وقت روزانہ نماز اسی مسجد میں پڑھنے لگے، جمعہ کی نماز بھی وہیں ہونے لگی، غیر احمدی پہلے پڑھتے، اس کے بعد صوفی صاحب اپنا خطبہ شروع کر دیتے، عموماً بعض غیر احمدی بیٹھ جاتے، اور خطبہ سُن لیتے، چار پانچ ہفتے بعد اس مسجد کے امام میانجی احمد نے دیکھا، کہ صوفی صاحب کی تقریریں بالکل اسلامی تعلیم کے مطابق ہیں، اس لئے انہوں نے بھی صوفی صاحب کی اقتدار میں نماز پڑھنی شروع کر دی، قریباً تین ماہ تک صوفی صاحب امامت کرتے رہے، کسی سے کسی قسم کی شکایت سُننے میں نہیں آئی تھی، اس کے بعد غیر احمدیوں نے یکایک مسجد میں آنا ترک کر دیا، اور دوسری جگہ اپنی نمازیں ادا کرنے لگے، یہ حالات نو ماہ تک رہے، اس کے بعد ان کو محسوس ہوا، کہ ہم نے یہ بڑی غلطی کی، کہ اپنی مسجد احمدیوں کے حوالہ کر دی، اور پھر عدالت عالیہ میں (Supreme Court) میں نالش کر دی، اور کہا، کہ احمدی مُشرک ہیں، مرزا صاحب کو خدا مانتے ہیں، مسلمان نہیں ہیں، ان کو اسلام کی تعلیم کے رُو سے مسجد میں داخل ہونے کی اجازت نہیں ہونی چاہیئے، یہ مقدمہ قریباً دو سال تک چلتا رہا، جس کے دوران میں احمدیت پر پوری اور سیر گن بحث ہوئی، سینکڑوں مسلمان کارروائی مقدمہ سننے کے لئے آتے، مختلف مسائل پر احمدی نقطۂ نگاہ کو خوب واضح کر دیا گیا، ججوں نے یہ فیصلہ دیا، کہ احمدی مسلمان ہیں، مشرک و کافر نہیں ہیں، لیکن چونکہ غیر احمدی بھی اسی مسجد میں اپنی نمازیں پڑھنا چاہتے ہیں، اور احمدی اقلیت میں ہیں اور وہ اکثریت ہیں، لہٰذا احمدیوں کو باجماعت نماز پڑھنے کی اجازت نہیں دی جاسکتی، کیونکہ فساد کا خطرہ ہے، ہاں یگانہ طور پر نماز پڑھ سکتے ہیں، اس مقدمہ میں قریباً ۱۵ ہزار روپے خرچ ہوئے، اور یہ بھاری رقم جماعت نے بہت ایثار اور قربانی سے مہیّا کی، خاص طور پر محمد صدر علی صاحب، ماذو صاحب، اور بھُنوں برادرز نے اس مقدمہ میں بہت حصّہ لیا، اس کے بعد احمدیوں نے ایک نئی مسجد بنام دارالسلام بنائی، جو نہایت وسیع اور موزوں مقام پر واقع ہے۔

سین پیئر کے قریب ایک بڑا قصبہ مونتائیں بلانس (Montagne Blanche) ہے صوفی صاحب کے زمانہ میں اس قصبہ میں جماعت احمدیہ کی طرف سے ایک کارخانہ مکھن بنانے کا کھولا

Digitized by Khilafat Library Rabwah

گیا تھا، اس کے مینیجر مسٹر سلیمان یاد علی صاحب تھے، صوفی صاحب کثرت سے اسجگہ جاتے، اور بہت سے لوگوں سے مذہبی گفتگو ہوتی تھی، اسکے علاوہ خود سلیمان یاد علی صاحب ایک نہایت ہی جوشیلے احمدی تھے، وہ بھی تبلیغ میں کوتاہی نہیں کرتے تھے، پھر میرے خسر صاحب کی بڑی جائداد اس قصبہ کے اس پاس تھی، ان کا بھی وہاں آنا جانا کثرت سے تھا، وہ بھی تبلیغ کرتے تھے، چنانچہ کچھ دنوں کے بعد وہاں کے الیار خاندان کے پانچ یا چھ افراد بیعت کرکے سلسلہ میں داخل ہوگئے، پھر ایک روز ایک بڑا گروہ وہاں سے موٹر میں راتوں رات روز ہل پہونچا، اور سب نے صوفی صاحب کے ہاتھ پر بیعت کی، اس خبر کے افشار ہوتے ہی لوگوں میں ایک ہیجان پیدا ہوگیا، مخالفت اور سختیاں شروع ہوگئیں، چنانچہ ایک مشہور مسلمان لیڈر حالی الامان صاحب موٹروں میں بہت سے مسلمانوں کو بھر بھر کر مونتائیں بلانس کی مسجد میں لائے، اور ایک میٹنگ کی، جس میں ان نئے بیعت کنندگان کو بلا کر بہت سختی سے "توبہ" کرائی، بیچارے غریب تھے، اور بڑوں کی مخالفت کی تاب نہ لاسکتے تھے، اسلئے ظاہراً احمدیت سے انکار کیا، صرف ایک احمدی بنام عبدالرحیم یاد علی صاحب قائم رہے، انہوں نے تبلیغ نہ چھوڑی، اور صوفی صاحب کی روانگی کے دن اکبر علی تیجو صاحب نے جہاز پر بیعت کی، ان دونوں اصحاب کی انتھک کوششوں سے ان پرانے دبے ہوئے احمدیوں کو جرأت ہوئی، اور اب چند سال سے پھر باقاعدہ طور پر سلسلہ میں شامل ہوگئے ہیں، اور مونتائیں بلانس میں اب ایک باقاعدہ جماعت قائم ہے۔

جناب صوفی غلام محمد صاحب نے مارشیس میں خدا کے فضل و کرم سے احمدیت کا سکہ بٹھا دیا، آپ کو تبلیغ کا ایک جنون تھا، دوست تو دوست غیر بھی صوفی صاحب کی قابلیت کے معترف ہیں، جماعت میں وحدت کی روح قائم قائم کرنے کیلئے صوفی صاحب نے کمال دانائی اور حکمت عملی دکھائی، جب کبھی دو دوستوں میں باہمی جھگڑا ہو جاتا، تو آپ انکے ملانے کیلئے ہر ایک ممکن کوشش کرتے، آپ ہر ایک سے الگ الگ ملتے، اور اُسے سمجھاتے بجھاتے، حتیٰ کہ آپ رو پڑتے، اور کہتے حضرت مسیح موعود علیہ السّلام کی جماعت کی وحدت و اتفاق میں فرق نہ پڑنا چاہیئے، لوگ اُنکے آنسو دیکھکر ملنے پر مجبور ہو جاتے، اگر کسی شخص کو صوفی صاحب جمعہ یا عید کے موقعہ پر نہ دیکھتے، تو فوراً دریافت کرتے، کہ بیمار تو نہیں ہیں، جھٹ اُسکے مکان میں پہونچتے، اور احوال دریافت کرتے، اکثر سفر کرتے اور جماعت میں دَورہ کرتے، صوفی صاحب محترم اس ملک میں قریباً تیرہ سال کی لگاتار محنت اور کوشش کے بعد سیدنا امیرالمؤمنین ایدہ اللہ کے ارشاد کے ماتحت ۱۹۲۸ء میں نہایت کامیابی و کامرانی کے ساتھ دارالامان تشریف لے گئے، صوفی صاحب کی واپسی پر ۱۹۲۸ء میں محترم جناب حافظ جمال احمد صاحب مبلغ کو حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز نے مارشیس روانہ فرمایا۔ آپ کے اترنے کیلئے پولیس نے بڑی

Digitized by Khilafat Library Rabwah

تحریف و الحاق بائبل پر دلنشین نئی شہادتیں

(از جناب ملک فضل حسین صاحب مہاجر)

حاملانِ بائبل کا یہ دعویٰ ہے، کہ موجودہ بائبل میں کسی قسم کی کمی بیشی کبھی نہیں ہوئی، حالانکہ یہ دعویٰ خلاف واقعہ اور بالبداہت باطل ہے، اور اس کی تکذیب کے لئے خود بائبل کے نئے نئے ایڈیشن ہی کافی سے زیادہ مصالحہ بہم پہونچاتے رہتے ہیں۔

اس وقت ہمارے پیش نظر بائبل کا جدید ایڈیشن ہے، اس کو اگر کچھ عرصہ پیشتر کے کسی نسخہ سے مقابلہ کرکے دیکھا جائے، تو صاف معلوم ہوجاتا ہے، کہ چندہی سالوں میں کس قدر بیّن فرق پڑ گیا ہے، اور وہ عبارتیں جو پرانے نسخوں میں داخلِ متن اور کُل کا جزو سمجھی جاتی تھیں، آج انہیں خطوط وحدانی یا قوسین میں لکھکر حاشیہ بنا دیا ہے، جس کا مطلب یہ ہے، کہ جدید ایڈیشنوں میں جس قدر عبارتیں خطوط وحدانی اور قوسین کے اندر نظر آتی ہیں، وہ اصل متن نہیں ہیں، بلکہ حاشیہ اور غیر الہامی کلام ہیں، اور یہی امر بائبل کے غیر معتبر ہونے پر کافی شاہد ہے، ہر ایک ہوشمند انسان سمجھ سکتا ہے کہ جس کتاب میں اس طور کا داخل خارج ہمیشہ ہوتا رہے، وہ قطعًا قابلِ اعتبار اور لائقِ تمسک نہیں ہوسکتی۔

اب ہم چند عبارتیں ذیل میں درج کرتے ہیں، جو سالہا سال اور قرنہا قرن تک تو الہامی اور اصل متن سمجھی جاتی رہیں، مگر اب انہیں انسانی کلام اور حاشیہ میں دیا گیا ہے۔

پہلی مثال | "اس لئے کہ تمہارا رونا خداوند کے کانوں میں پہونچا، کہ تم کہتے تھے، کون ہمیں گوشت کھانے کو دیگا، ہم تو مصرہی میں بھلے تھے" (گنتی ۱۱/۱۸)

دوسری مثال | "یہ بھی انہی میں سے تھے، جو کہ لکھے گئے، پھر اس خیمے کو نہ گئے" (گنتی ۱۱/۲۶)

تیسری مثال | "یہ وہ مرد موسیٰ سارے لوگوں سے جو رُوئے زمین پر تھے زیادہ حلیم تھا" (گنتی ۱۲/۳)

اس عبارت کا حوالہ دیکر مسلمان مناظرین ہمیشہ عیسائیوں پر یہ اعتراض کرتے رہے ہیں، کہ جس کتاب

Digitized by Khilafat Library Rabwah
میں یہ عبارت لکھی ہو، کہ "موسیٰ سارے لوگوں سے جو رُوئے زمین پر تھے زیادہ حلیم تھا" وہ ہرگز موسےٰ کی تصنیف نہیں ہوسکتی، اور آجتک عیسائی اس اعتراض کو ٹالتے رہے، مگر چونکہ ان کے دل اس اعتراض کی قوت کو محسوس کرتے تھے، اس لئے محض اعتراض سے بچنے کیلئے اب اس عبارت کو قوسین میں لکھکر اس بات کا اقرار کرلیا، کہ یہ موسیٰؑ کی لکھی ہوئی عبارت نہیں، بلکہ کسی اور کی طرف سے بطور حاشیہ لکھی گئی ہے، اور انکی یہ عبارت دلیل ہے اس امر کی کہ یہ لوگ ہمیشہ ہی بائبل میں مَن مانی تبدیلیاں کرتے رہے ہیں۔

چوتھی مثال "اور حبرون زوغن سے جو مصر میں ہے، سات برس آگے بسا تھا" (گنتی ۱۳/۲۲)

پانچویں مثال "وہ آدھا جو جماعت کے حصے میں پڑا، یہ تھا، ۳ لاکھ، ۷ ۳ ہزار ۵ سو بھیڑ بکری، اور ۳۶ ہزار گائے بیل اور ۳۰ ہزار ۵ سو گدھے، اور ۱۶ ہزار آدمی" (گنتی ۳۱/۴۳ تا ۴۶)

چھٹی مثال "تم جانتے ہو، کہ کیونکر ہم مصر میں بستے تھے، اور کیونکر ان گروہوں کے درمیان میں ہوکے جن سے تم گذر گئے، ہم چلے آئے ہیں، اور تم نے ان کی لکڑی اور پتھر اور روپے اور سونے کی کراہتوں اور نجس معبودوں کو جو ان کے درمیان تھے، دیکھا ہے" (استثناد ۲۹/۱۶)

ساتویں مثال "کیونکہ پہاڑ آگے سے جل رہے تھے" (استثناد ۵/۲۳)

آٹھویں مثال "کیونکہ خداوند تیرا خدا رحیم خدا ہے" (استثناد ۴/۳۱)

نویں مثال "کیونکہ میرا باپ تمہاری خاطر لڑائیاں لڑا، اور اپنی جان پر بہت کھیلا، اور تمہیں مدیان کے ہاتھوں سے چھڑایا، اور تم نے آج میرے باپ کے گھرانے پر بلوہ کیا، اور اس کے سَتّر بیٹے ایک پتھر پر قتل کئے، اور اس کی لونڈی کے بیٹے ابی ملک کو سِکم کے لوگوں کا بادشاہ کیا، اس لئے کہ وہ تمہارا بھائی ہے" (کتاب قاضیوں ۹/۱۷)

دسویں مثال "اگلے زمانہ میں بنی اسرائیل کا یہ دستور تھا، کہ جب کوئی شخص خدا سے مصلحت کرنے جاتا تھا، تو کہتا تھا، کہ آؤ ہم غیب بین پاس جائیں، اسلئے کہ وہ اب نبی کہلاتا تھا، آگے غیب بین کہلاتا تھا" (سموئیل ۱ ۹/۹)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

یہ دس مثالیں ہی نہیں، بلکہ اسی قسم کے سَو کے قریب مقامات ہم نے نوٹ کر رکھے ہیں، جنہیں پھر کبھی انشاء اللہ ہدیۂ ناظرین کیا جائیگا، مگر بائبل میں داخل خارج اور اس کی بے اعتباری کیلئے یہ دس مثالیں بھی کافی سے زیادہ ہیں۔

بائبل میں آئے دن کا داخل خارج، کتر بیونت اور کمی بیشی کو دیکھتے ہوئے یورپ اور امریکہ کے فاضل بھی پکار اٹھے ہیں، کہ یہ کتاب قطعاً قابلِ اعتبار نہیں رہی، چنانچہ تاریخ اندلس کے یگانۂ روزگار امریکن فاضل ایس، پی سکاٹ نے لکھا ہے:۔

"جو جو تبدیلیاں ان (یہودی و مسیحی) مذاہب کے مقلدین میں اپنے اپنے وقت پر ہوئیں، وہ اس کی کافی شہادت ہیں، کہ مذاہب میں بھی مادۂ فنا موجود ہوتا ہے، یہودیوں کو پادشاہ بابل گرفتار کرکے لے آیا تھا، اس کا اثر عہد نامۂ عتیق اور کئی اناجیل جدیدہ سے برابر ظاہر ہو رہا ہے، ہم صحیح طور پر یہ قیاس کر سکتے ہیں، کہ اس مذہب مسیحی میں جو ٹانائی بیریس (Tiberius) کے زمانہ میں تھا، اور جو قسطنطین کے زمانہ میں رہا، بڑا فرق ہے، اور ہم جانتے ہیں، کہ اس کے قوانین اور مراسم میں گریگوری اعظم اور لوتھر نے بھی بہت بڑی تبدیلیاں کیں، اناجیل کے اصل اور قدیم نسخے (جن کے ضائع کرنے کی وجوہ محض شرارت اور بے ایمانی پر مبنی ہیں)، کوئی چیز ایسی نہیں چھوڑی، جس سے یہ قیاس لگایا جا سکتا، کہ فی الحقیقت ان میں کیا لکھا تھا، مگر کم از کم یہ نتیجہ اخذ کرنے کی وجوہ ہیں کہ اصل نسخہ ہائے اناجیل میں وہ کثیف تحریریں اور وحشیانہ و جاہلانہ محاورات نہ تھے، جنہوں نے موجودہ اناجیل کو بدنما کر رکھا ہے۔" (تاریخ اندلس جلد اول صد ۱۱۲)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

مجاہد چین کے مشاہدات و تاثرات

چین کے ملکی تغیرات

(۲)

(از جناب مولانا عبدالواحد صاحب فاضل سابق مبلغ چین)

چین کی تاریخ کا صحیح علم ساڑھے تین ہزار سال قبل مسیح تک معلوم ہوتا ہے، اور چینی قوم کے آباؤ اجداد کا بابل اور میسوپوٹیمیا کی طرف سے ہجرت کر کے آنا بتایا جاتا ہے، لیکن چینی لوگوں کا یہ خیال ہے، کہ ہمارا تمدن آج سے دس ہزار سال پہلے کا ہے، اور اگر بنی نوع انسان کی ابتداء حضرت آدم علیہ السلام سے شروع ہوئی ہے، جو آج سے صرف چھ ہزار سال پہلے گذرے ہیں، تو پھر ہم کسی اور آدم کی اولاد ہیں، اور اس بارے میں موجودہ ترقی یافتہ ماہرین ارضیات کا علم اور تجارب ہمارے خیال کی تائید کرتے ہیں، کیونکہ ان کا علم اس کرۂ ارض پر انسان کا بیس ہزار سال پہلے سے ہونا بتاتا ہے، تاہم قدیم کتب تاریخ ساڑھے تین ہزار سال قبل مسیح سے پہلے کے واقعات پر چین کی تاریخ کے متعلق کوئی مفید روشنی نہیں ڈالتیں۔

گذشتہ زمانوں میں ۱۹۱۱ء تک شخصی اور خاندانی حکومتیں چین میں قائم رہی ہیں، آخری حکومت جو منچو قوم کی تھی، وہ تین سو سال تک قائم رہی، دو سو سال کے بعد حکومت میں کمزوری آگئی، اور پرتگال کے لوگ جو ۱۵۱۶ء سے، اور انگریز جو ۱۶۳۷ء سے تجارتی اغراض کیلئے اس ملک میں آئے ہوئے تھے، حکومت کی کمزوری سے فائدہ اُٹھا کر آہستہ آہستہ اپنی اقتصادی اور سیاسی طاقت کو بڑھانے لگے، حتیٰ کہ مشہور ایسٹ انڈیا کمپنی نے ۱۶۸۴ء میں اپنی تجارتی کوٹھی کینٹن میں قائم کی، اور تمام غیر ملکی تجارت کو اپنے ہاتھ میں لے لیا، اسی طرح دیگر مغربی قوموں نے بھی آہستہ آہستہ اپنی اپنی تجارت کی ترقی اور مشن کی وسعت کے لئے مختلف حقوق حاصل کرنا اور شرائط منوانا شروع کر دیا جس سے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ان کے تعلقات حکومت اور پبلک کے ساتھ خوشگوار نہ رہے، چنانچہ معمولی جنگ اور جھگڑے کے بعد پرتگال والوں نے مکاؤ (Maccao) کے شہر پر قبضہ کرلیا، اور اپنی کالونی بنالی، اس مثال پر عمل کرتے ہوئے انگریزوں نے بھی ۱۸۴۲ء میں ہانگ کانگ کے جزیرہ پر قبضہ کرلیا، اور پھر بہت سے اور شرائط منوا لئے، غیر ملکی تجارت کے لئے مزید بندرگاہیں اور بڑے بڑے شہر کھول دیئے گئے، چین کی حکومت نے پہلے غیر ملکی لوگوں کے لئے تجارتی دروازے بند کر دیئے تھے، مگر ۱۸۴۲ء کے بعد دوسرے معاہدات کے علاوہ شنگھائی، آموئی، فوچاؤ، اور ننگ پاؤ کی بندرگاہیں ان کی تجارت کے لئے کھولی گئیں، باوجود ان مراعات کے مغربی قوموں نے اپنے ذہن میں یہی رکھا، کہ کھڑے ہونے کی جگہ مل جائے، پھر اس قوم میں بیٹھنے اور لیٹنے کی جگہ ہم خود ہی بنالینگے، چنانچہ روزمرہ اپنی سیاسی طاقت اور سرمایہ داری کے بل پر نئے نئے مطالبات ہونے لگے، کبھی مذہبی عقائد کی آزادی کا مطالبہ کیا، کہ ہمارے مشنریوں کو ملک میں ہر جگہ تبلیغ کی کامل آزادی ہونی چاہیئے، اور کبھی تجارت کے متعلق نئی نئی شرائط پیش کیں، اور انہیں ماننے پر حکومت کو مجبور کیا، حتیٰ کہ چین کی اقتصادیات میں ان کا ہاتھ ہوگیا، اور اس ملک میں ایک خاصی سیاسی طاقت پیدا کرلی، اور جگہ جگہ غیر ملکی حفاظتی فوجیں چین کے ملک میں رہنے لگیں، جس سے پبلک سخت برافروختہ ہوگئی، اور حکومت کو بھی تنگ آکر شرائط کی مخالفت کرنی پڑی، چنانچہ ۱۸۵۶ء میں کینٹن میں انگریزوں سے جنگ ہوئی، ہانگ کانگ پہلے ہی ان کی کالونی بن چکا تھا، پھر ہر قسم کے نئے جنگی ہتھیار اور آلات کی طاقت ان کے ساتھ تھی، چینیوں کو جو ۱۹۰۰ء تک بندوق مشین گن وغیرہ سے واقف نہ تھے، اس جنگ میں بُری طرح شکست ہوئی، اور وہ صلح پر مجبور ہوئے، ہر ایک غیر ملکی مطالبہ مانا، اور پھر ایک بڑی رقم تاوانِ جنگ کے طور پر ادا کرنا منظور کیا، مگر پھر حکومت اسے ادا نہ کرسکی، تو انگریزوں نے جو کسٹم ٹیرف کی اہمیت کو خوب جانتے تھے، چینی حکومت سے تاوانِ جنگ کی رقم کے بدلہ میں یہ لکھوا لیا، کہ کسٹم ٹیرف ہم جمع کرینگے، اور اس طرح ملک کی اقتصادیات کے استوار رکھنے کے تمام راستے انگریزوں کے قبضہ میں چلے گئے، چنانچہ تمام ملک کے کسٹم کو اکٹھا کرنے کے لئے ایک شعبہ پر ان کی

Digitized by Khilafat Library Rabwah

کامل حکومت ہوگئی، اور انہوں نے جگہ جگہ اپنی بستیاں Concession بنالیں، چنانچہ کینٹن میں بھی ۱۸۵۶ء میں اپنی بستی بنائی، جس میں ⅕ کا فرانس کو بھی حصہ دار رکھا، وہ حصہ زمین اور اس میں رہنے والے اسی طرح انگریزی حکومت کے ماتحت ہیں، جس طرح ہندوستانی انگریزوں کے ماتحت اس حصہ میں انہی کا سکہ اور انہی کا حکم چلتا ہے، اس کی میونسپلٹی شہر کی میونسپلٹی سے علیحدہ اور قونصل جنرل اس کا نگرانِ اعلیٰ ہوتا ہے۔ گویا وہاں چینی حکومت کا کوئی دخل نہیں ہوتا۔

کینٹن کے Concession کا محل وقوع بہت ہی اعلیٰ ہے۔ اس کی تعمیر پر ۳۲۵۰۰۰ ڈالر خرچ ہوئے ہیں، اور یہ ایک خوبصورت مصنوعی جزیرہ کی صورت میں ہے، ایک طرف کینٹن کا شہر ہے جس کو ایک چھوٹی سی نہر اس حصہ سے جُدا کرتی ہے، نہر پر دو پل بنائے گئے ہیں تاکہ شہر سے آنے جانے میں آسانی رہے، دوسری طرف دریا بہتا ہے، کلکتہ کی طرح یہ شہر بھی سمندر سے کچھ فاصلہ پر دریا کے کنارے ایک بندرگاہ ہے، اس کے کنارہ پر جہازوں کے ٹھہرنے کی دریا میں بہت اچھی جگہ ہے، اس کی لمبائی ۲۸۵۰ فٹ اور چوڑائی ۹۵۰ فٹ ہے، بیضوی شکل کا خوبصورت جزیرہ ہے، جو ایک عمدہ سیرگاہ ہے، قابلِ دید عمارات، نئی طرز کے کھلے کھلے پارک اور سایہ دار راستے ہیں، غیر ملکی بنک، حکومتوں کے نمائندے، غیر ملکی تجارتی کمپنیاں، اور دیگر معززین یہاں رہتے ہیں۔

ان تمام معاہدات کا اقتصادی اثر ملک کے لئے خطرناک ثابت ہوا، غیر ملکی اشیاء سے چین کے بازار بھر گئے، چین کی اپنی اشیاء پر بھی ایک صوبہ سے دوسرے صوبہ میں جانے پر کسٹم ڈیوٹی کا ٹیکس لگنے لگا، تجارتی کمپنیاں بھی ملک کے مال و دولت کو کھینچنے لگیں، بنک بھی اپنا سکہ اعتماد جما کر زیادہ سے زیادہ شرح لگا کر روپیہ کھینچنے لگے، پھر ایکسچینج میں جو غیر ملکوں سے تجارت اور کاروبار کرنے والوں کے لئے ضروری ہوتا ہے، بہت سا روپیہ مغربی اقوام کے ہاتھ میں جانے لگا، جس کا تدارک گورنمنٹ کچھ نہ کر سکتی تھی، اس کا نتیجہ یہ ہوا، کہ چینی رعایا میں ایک بے چینی پیدا ہوگئی، اور ۱۸۶۰ء میں چین میں منچو حکومت کے خلاف بغاوت پھیل گئی، لیکن مغربی لوگوں کی مدد سے حکومت اس کو فرو کرنے میں ایک حد تک کامیاب ہوگئی، اور منچو قوم کو مزید پچاس سال تک کے لئے تختِ چین پر متمکن رہنے کا موقعہ مل گیا،

Digitized by Khilafat Library Rabwah

بے شک بغاوت کے مقابلہ پر مغربی لوگوں نے حکومت کی مدد کی، لیکن یہ اپنے فوائد کو نہ بھول سکتے تھے، جب دیکھا، کہ حکومت نہایت کمزور اور بے بس ہے، اور رعایا بھی اس کے خلاف ہے، تو فرانس نے دو سال کی جنگ کے بعد ۱۸۸۵ء میں آنام کا علاقہ لے لیا، اصل میں اس جنگ میں چینی حکومت نے فرانس کو شکست دی تھی، لیکن اس نے اپنی نالائقی اور اندرونی حالات کی خرابی کی وجہ سے فتح پاکر بھی صلح کر لی، اور آنام کا علاقہ ان کو لکھدیا، یہ دیکھکر انگریزوں نے بھی چپ چاپ ۱۸۸۶ء میں برما پر قبضہ کر لیا، اور چینی گورنمنٹ کو مقابلہ کرنے کی جرأت نہ ہوئی، بے بس چینی قوم یہ حالات اپنی آنکھوں سے دیکھ رہی تھی، اور کچھ نہ کرسکتی تھی، البتہ ایک شدید نفرت کا جذبہ غیر ملکیوں کے خلاف ان میں پیدا ہوتا رہا، بالآخر ۱۹۰۰ء میں ایک گروہ بوکسرز (Boxers) کے نام سے اُٹھا، جس کا اولین مقصد یہ تھا، کہ اپنے ملک سے تمام مغربی اثر کو مٹا دے، چنانچہ انہوں نے آٹھ بڑے بڑے ممالک کی طاقتوں سے لڑنا شروع کر دیا، جب پیکنگ میں انگریزی سفارت خانہ کا محاصرہ اٹھانے کے لئے ٹین سین کے شہر سے برطانوی امیر البحر سیمور نے تین ہزار فوجیوں کے ساتھ پیکنگ پہونچنا چاہا، تو انہیں بوکسرز نے تلواروں نیزوں اور تیر کمانوں سے مسلح ہو کر یانگ سین کے مقام پر آگھیرا، لیکن جب مقابل پر مشین گنیں چلنے لگیں، اور خون کی ندیاں بہنے لگیں، اور انسانی اعضاء ہوا میں اُڑنے لگے، تو ان کے ہوش اڑ گئے۔ اور اس وقت سے آجتک چینی لوگوں پر مغربی طاقتوں کا ایسا رعب پڑا ہے، کہ اب ان کا دماغ ان کے مقابل پر کام ہی نہیں کرتا، اور ان کو یہی خیال ہے، کہ مغرب کی ہر ایک چیز میں ہمیں تقلید کرنی چاہیئے، تا ہمارا ملک ترقی کرے،

اس کے بعد ۱۹۰۵ء میں کوریا کی جو حالت ہوئی، اور جاپان نے اس پر جس طرح قبضہ جمایا، اس سے احمدیہ جماعت ناواقف نہیں ہے، کیونکہ یہ سب کچھ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی پیشگوئی کے مطابق ظہور میں آیا، اور یہ حضور کی صداقت کا ایک سورج کی طرح چمکتا ہوا نشان ہے ــــ ایسا نشان جس کی طاقت کا اثر مغرب کے کونوں تک پہونچا، چنانچہ اس "مشرقی طاقت" سے جو لوگوں کی آنکھوں سے مخفی تھی، لیکن خدا کے الہام میں ظاہر تھی، مغرب کے لوگ خائف ہونے لگے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اَلرَّحْمَةُ: رِقَّةُ الْقَلْبِ وَانْعِطَافٌ يَقْتَضِي التَّفَضُّلَ وَالْاِحْسَانَ وَالْمَغْفِرَةَ، یعنی رحمت دل کی نرمی اور ایسے جذبۂ ترحم کو کہتے ہیں، جو فضل، احسان اور بخشش کرنے کی تحریک کرے۔ (اقرب)

اَلْاَحْزَابُ: حِزْبٌ کی جمع ہے۔ اَلْحِزْبُ الطَّائِفَةُ۔ یعنی حزب کے معنے ہیں جتھا۔ جَمَاعَةُ النَّاسِ۔ لوگوں کا گروہ۔ جُنْدُ الرَّجُلِ وَاَصْحَابُهُ الَّذِيْنَ عَلٰى رَأْيِهٖ، کسی آدمی کے ساتھی اور وہ لوگ جو اس کے خیال کے مطابق ہوں، اور انہی معنوں میں قرآن کریم میں حزب الشَّيْطَانِ کے الفاظ آئے ہیں، وَكُلُّ قَوْمٍ تَشَاكَلَتْ قُلُوْبُهُمْ وَاَعْمَالُهُمْ فَهُمْ اَحْزَابٌ وَاِنْ لَّمْ يَلْقَ بَعْضُهُمْ بَعْضًا۔ یعنی تمام وہ لوگ جن کے دلی خیالات اور اعمال ہم رنگ ہوں، احزاب کہلاتے ہیں، خواہ ایک دوسرے کو انہوں نے دیکھا بھی نہ ہو۔ (اقرب)

اَلْمِرْيَةُ۔ اِسْتِخْرَاجُ مَا عِنْدَ الْفَرَسِ مِنَ الْجَرْيِ۔ یعنی گھوڑے کو جس قدر اس کی طاقت تھی دوڑانا۔ اَلْمُرْيَةُ وَالْمِرْيَةُ۔ اَلشَّكُّ۔ یعنی اس کے ایک اور معنے شک ہیں، وَيَقُوْلُوْنَ مَا فِيْهِ مِرْيَةٌ اَيْ جَدَلٌ یعنی کہتے ہیں کہ اس میں مریہ نہیں ہے، مطلب یہ کہ اختلاف کی گنجائش نہیں ہے۔ (اقرب)

تفسیر۔ قرآن شریف اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی سچائی پرکھنے کے لئے تین گُر بتائے گئے ہیں، اور فرمایا ہے، کہ جس میں یہ تین باتیں پائی جائیں، وہ جھوٹا نہیں ہو سکتا، اَفَمَنْ كَانَ کا جواب كَمَنْ هُوَ كَاذِبٌ محذوف ہے، یعنی کیا اُوپر کی صفات والا شخص جھوٹوں کے زمرہ میں شامل ہو سکتا ہے؟ یا یہ کہ جو ایسا ہو، کیا وہ اپنے مخالف کی طرح ہو سکتا ہے؟ اور اس صورت میں یوں عبارت ہوگی اَفَمَنْ كَانَ عَلٰى بَيِّنَةٍ كَمَنْ لَيْسَ عَلٰى بَيِّنَةٍ۔ یہ عربی کا قاعدہ ہے، کہ عام طور پر ایسے فقروں میں جواب کے حصّے کو حذف کر دیا کرتے ہیں۔

دنیا میں اس سچائی سے تعلق رکھنے والے تین قسم کے لوگ ہو سکتے ہیں، (۱) ایک وہ جو اس وقت اس کے مخاطب ہوں، (۲) وہ جو اس وقت تو مخاطب نہ ہوں، لیکن آئندہ مخاطب بننے والے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

تفصیل اس اجمال کی یہ ہے، کہ انیسویں صدی عیسوی میں مشرق بعید کے ایک کونہ میں جاپان کا چھوٹا سا جزیرہ خود مختار حکومت قائم کئے ہوئے تھا، اپنی معمولی حیثیت کی وجہ سے بڑی بڑی حکومتوں کے نزدیک ملکی طاقتوں میں اس کا شمار نہ تھا، انیسویں صدی میں اپنے ملک میں اس حکومت نے جدید اصلاحات جاری کیں، ملک کی ترقی اور حفاظت کے لئے بیرونی خطرات کا سدّباب کرنا شروع کیا، اور کوریا میں جو جاپانی ساحل سے ۱۲۰ میل کے فاصلہ پر ہے، اور سیاسی اور جنگی لحاظ سے جاپان کے لئے بہت اہمیّت رکھتا ہے، اپنے مفاد کے پیش نظر چند ایسے حقوق حاصل کرنے کی کوشش کی، جن سے جاپان سیاسی تمدّنی، اقتصادی اور غیر ملکی خطرات سے محفوظ ہوجائے۔

انہیں ایام میں روس بھی اپنی وسیع مملکت کو مزید وسعت دینے کی خواہش دل میں لیکر اِن علاقوں میں اپنا اثر و رسُوخ بڑھا رہا تھا، اور جاپان کے ان حقوق کے حصول میں سدِّراہ بن رہا تھا، اور باوجودیکہ جاپان نے روس کو وہ تمام مراعات منچوریا میں دینا تسلیم کرلیا، جو جاپان اپنی خود حفاظتی کیلئے کوریا میں چاہتا تھا، اور باوجودیکہ ہر موقعہ پر معقولیّت سے یہ باتیں طے ہوکر آپس میں سمجھوتا ہوجاتا رہا، لیکن پھر بھی روس متکبّرانہ طریق سے جاپانی حقوق کے حصول میں وقتاً فوقتاً مخل ہوتا رہا، اور جاپان کو حقیر اور کمزور سمجھکر شرائط کی پرواہ نہ کرتا تھا، روس کا خیال تھا، کہ میرے ساتھ کسی طاقت کو ٹکرانے کی ہمّت نہیں، اور باقی حکومتیں بھی یہی سمجھتی تھیں، کہ روس سے ٹکر لگانا اپنے آپ کو تباہ کرنا ہے، لیکن جب جاپان روس کے ظلم سے تنگ آگیا، اور رُوس کے صریح ظالمانہ رویہ سے جاپان کی خودداری پر حرف آنے لگا، تو اُسے بھی میدان جنگ میں اُترنا پڑا، بظاہر دنیاوی سامانوں پر نگاہ رکھتے ہوئے انسانی تجربہ اور عقل یہی کہتی تھی، کہ جاپان ضرور مغلوب ہوگا، اور اپنے وجود کو بھی کھو بیٹھے گا، لیکن الٰہی تقدیر کچھ اور فیصلہ کرچکی تھی، چنانچہ حضرت مسیح موعود علیہ السّلام کو اللہ تعالےٰ کی طرف سے الہام ہوا، "ایک مشرقی طاقت اور کوریا کی نازک حالت"۔ یعنی مشرق میں غیر متوقع طور پر یکایک اور اچانک ایک انقلاب ہوگا، اور ایک ایسی زبردست حکومت قائم ہوجائے گی، جسے لوگ باقی مغربی طاقتوں کے ہم پلہ شمار کرنے پر مجبور ہونگے، اور ساتھ ہی اس منقدر ہستی کی طرف سے یہ بھی ایک

Digitized by Khilafat Library Rabwah
غیب کی خبر ظاہر کی گئی ہے، کہ اس مشرقی طاقت کے ظہور کے ساتھ ہی کوریا کی حالت بھی نازک ہوجائیگی اور وہ مشرقی طاقت ہی اس کی نازک حالت کا سبب بنے گی، الہام کے دو حصّے ہیں، اوّل "ایک مشرقی طاقت" اور دوسرا "اور کوریا کی نازک حالت" اور یہ دونوں حصّے نہایت صفائی سے پورے ہوئے۔

اللہ تعالےٰ کے مرسلین اور مامورین کی صداقت کو پرکھنے کا ایک امتیازی نشان یہ بھی ہے، کہ ان کو کھلے کھلے غیب سے اطلاع دی جاتی ہے، جس میں انفرادی اور ذاتی برکات و ترقیات کے وعدوں کے علاوہ قوموں کی ترقیات و انحطاط کی خبریں بھی ہوتی ہیں تا ایک دُنیا ان کی صداقت کی عینی شاہد ہوجائے، اور خدائی حجت پوری ہو۔

کسی پیشگوئی کا مخالف حالات میں پُورا ہونا اس کی صداقت کو روزِ روشن کی طرح ثابت کرتا ہے، اور کسی متردد یا مکذّب کے لئے اس کا انکار ناممکن ہوجاتا ہے، اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی یہ پیشگوئی بھی اپنے اندر ایسے بہت سے پہلو رکھتی ہے، یہ الہام جون ۱۹۰۴ء یا اس سے بھی پہلے کا ہے، جو اخبار الحکم مورخہ ۱۰ر جولائی ۱۹۰۴ء میں شائع ہوا، اور جاپان اور روس کی پہلی باقاعدہ بڑی لڑائی جو "لیاؤ یانگ" کی لڑائی کے نام سے مشہور ہے، ۲۳ر اگست ۱۹۰۴ء کو شروع ہوئی، اس جنگ میں جاپانیوں کی سپاہ کا بہت بڑا حصّہ مارا گیا، اور آخرکار اس جنگ کا خاتمہ ۳ر ستمبر ۱۹۰۵ء کو جاپانیوں کی فتح کے ساتھ ہوا، اسی طرح لگاتار چھ لڑائیاں ہوئیں، اور جاپانی اور روسی دونوں حکومتیں بہت کمزور ہوگئیں، اور بالآخر تھک کر دونوں صلح کی طرف مائل ہوئیں، چنانچہ وہ جاپان جو کمزور اور حقیر سمجھا جاتا تھا، فاتح کی حیثیت سے، اور وہ متکبّر روس جس کا بادشاہ اسلام کا جانی دشمن تھا، ایک شکست خوردہ اور مغلوب و خوار فریق کی صورت میں آیا، اور امریکہ کے پریزیڈنٹ مسٹر روزولٹ نے جاپان کو بہت سے حقوق دلوا کر چند ایک شرائط پر سمجھوتہ کروادیا اِس سمجھوتہ کے رُو سے روس نے ان جاپانی حقوق کو کوریا میں تسلیم کیا، جو پہلے تسلیم نہیں کئے جاتے تھے، اور اس طرح جاپان نے یورپ کی مضبوط اور بہت وسیع حکومت کو شکست دیکر ایک فاتح کی حیثیت سے ثالثی فیصلہ میں روس پر فوقیت اور باقی حکومتوں میں برابر کی حیثیت حاصل کی، اور اُسے اس دن سے "ایک مشرقی طاقت" شمار کیا گیا، اور وہ اسی نام کے ساتھ دُنیا میں مشہور ہوا، جو قبل از وقت خدا کے الہام میں اُسے دیا گیا تھا، پس الہام کا پہلا حصّہ ایک

Digitized by Khilafat Library Rabwah

سال کے قلیل عرصہ میں اپنی پوری شان و شوکت کے ساتھ پورا ہوا،

اس پیشگوئی کا دوسرا حصّہ" اور کوریا کی نازک حالت" ہے، اس حصّہ کے پورا ہونیکے اسباب بھی ساتھ کے ساتھ ہی پیدا ہونے شروع ہو گئے، جیساکہ الہامی فقرہ کی ترکیب سے ظاہر ہے، کہ مشرقی طاقت کے ظہور کے ساتھ ہی اس کے ذریعہ اور اس کے سبب سے کوریا کی حالت نازک ہوجائے گی، لیکن اس کی تکمیل پانچ سال کے عرصہ میں آہستہ آہستہ ہوئی، تا ساری دنیا کو معلوم ہوجائے، کہ کوریا خدائی الہام کے مطابق نازک حالت کو جارہا ہے، اس پانچ سال کے عرصہ میں ریاست کوریا اپنی بدحالی اور نازک حالت پر متواتر ماتم کرتی رہی، اور لوگوں کو اپنی مدد کے لئے پکارتی رہی، پر وہ تقدیر کے نوشتے جو فیصلہ پاکر خداتعالےٰ کی وحی اور ربّانی الہام میں لکھے جا چکے تھے، اس ریاست کے فلک شگاف نوحوں سے مٹ نہ سکے، سب سے پہلے یہ ریاست دونوں قوموں کی جنگ کا تختہ مشق بنی، اور ہر طرف سے اس سرزمین پر آگ برسی، پھر ان جنگی مصائب کے بعد اس کی قسمت کا فیصلہ جاپان کے ہاتھ میں دیا گیا، اور جاپان اور کوریا کے درمیان سب سے پہلا معاہدہ جو کوریا کی نازک حالت کی طرف پہلا قدم تھا، یہ ہوا، کہ کوریا کی آزاد حکومت جاپان پر پورا اعتماد رکھے گی، اور کوریا کے نظام حکومت کو اعلےٰ اور مضبوط بنانے کے لئے جاپانی ہدایات کو قبول کرے گی، اور جاپان غیر ملکی خطرات سے اس کی حفاظت کریگا،

پھر تھوڑے ہی دنوں کے بعد دوسرا سمجھوتہ یہ ہوا، کہ کوریا کی ریاست خود مختار ہوگی، اور اس کے شاہی خاندان کو پورے اختیارات ہونگے، لیکن اگر کسی غیر ملکی حکومت کی طرف سے کوریا کو کوئی خطرہ پیدا ہوا، تو جاپان اس کی حفاظت کرے گا، اور ہنگامی ضروریات کے مطابق کوریا کے انتظامات میں بھی تبدیلی کرنے کا مجاز ہوگا، اور اس حفاظتی انتظام کے سلسلہ میں جنگی ضروریات کے لئے ریاست کے جس حصّہ کو چاہیگا، اپنے قبضہ میں لے سکیگا، اور کوریا جاپان کے مشورہ اور رضامندی کے بغیر کسی لبتی (Concession) وغیرہ کے متعلق کسی غیر حکومت سے کوئی عہد و پیمان نہیں کرسکیگا جاپان کی منظوری کے ساتھ کوریا کو ایک امریکن سیاسی مشیر اور ایک جاپانی اقتصادی مشیر رکھنے کی اجازت ہوگی۔

اس کے بعد کوریا کی نازک حالت کی طرف تیسرا قدم یہ اٹھایا گیا، کہ جاپانی اور برطانوی معاہدہ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

پورٹس ماؤتھ کی تجدید کے موقعہ پر جاپانی ترمیم کے لئے راستہ تیار تھا، چنانچہ کوریا کے ساتھ پھر معاہدہ میں یہ ترمیم کی گئی، کہ کوریا کی ترقی اور تعمیری کام کے لئے ضروری ہے، کہ کوریا کا سیاسی، فوجی، اور اقتصادی دستور عمل اب جاپان براہ راست اپنے ہاتھ میں لے، اور اس کے اندرونی انتظامات میں بھی جاپان کو ہر قسم کا ردّ و بدل کرنے کا اختیار ہوگا، اس معاہدہ نے کوریا کے غیر ملکوں سے تعلقات پر کنٹرول کرنے کے لئے کوریا میں ایک جاپانی ریزیڈنٹ جنرل کا تقرر جائز کر دیا۔ اور ساتھ ہی یہ بھی اعلان کر دیا گیا، کہ کوریا کا اپنا شاہی انتظام حسب دستور قائم رہے گا، اور جاپان حفاظتی خدمات سر انجام دیتا رہے گا، اور جب کوریا خود حفاظتی کی قومی طاقت حاصل کر لیگا، تو یہ حفاظتی انتظام بھی کوریا کے سپرد ہی کر دیا جائے گا۔

مارکوئیس آئی تو، جو ایک مشہور سیاستدان اور جاپان کا چیدہ تجربہ کار آدمی تھا، ریزیڈنٹ جنرل مقرر کیا گیا، وہ کوریا کے باشندوں کا خیر خواہ اور ہمدرد تھا، وہ چاہتا تھا، کہ یہ خود تعمیری کام کو سیکھ جائیں، اور اس قابل ہو جائیں، کہ خود حفاظتی کی ہمت و طاقت ان میں پیدا ہو جائے، اس مقصد کے پیش نظر وہ جو بھی تعمیری اور اصلاحی قدم اٹھاتا تھا، اُسے کورین حکومت کی رضامندی اور تعاون سے پایۂ تکمیل کو پہونچایا جاتا تھا، اور کورین مملکت کو جاپانی مجبور نہ کرتے تھے، لیکن اس نرمی اور تعاون کا کورین حکومت پر اُلٹا اثر ہُوا، اور وہ واجب امور کے راستہ میں بھی ناواجب اور فضول طور پر روکیں پیدا کرنے لگی، معاہدہ کے رُو سے جاپان اور کوریا دونوں کو اختیارات حاصل تھے، جاپان کو تعمیری کام جاری کرنیکا اختیار تھا، لیکن باہمی سمجھوتا اور کوریا کی رضامندی کے ساتھ، اور کوریا کو یہ اختیار تھا، کہ خوب اچھی طرح سوچ سمجھکر اس تعمیری کام کی رضامندی دے، اس طرح ایک ملک میں گویا دو حکومتیں قائم تھیں، اور کورین رضامندی کے نہ حاصل ہونے یا دیر کے بعد تصفیہ ہونے کی وجہ سے کام بہت دیر تک ادھورا پڑا رہتا تھا،

کوریا کی نازک حالت کی طرف چوتھا قدم یہ تھا، کہ ریزیڈنٹ کی نرمی سے کورین بادشاہ کچھ نڈر ہو گیا، اور جاپان کے خلاف انقلاب پیدا کرنے کے منصوبے کرنے لگا، ہیگ میں ایک کانفرنس امن عامہ کے متعلق ۱۹۰۷ء میں منعقد ہونیوالی تھی، اس میں خفیہ طور پر شاہ کوریا نے اپنے تین نمائندگان کو ایک امریکن آدمی کے ساتھ امریکہ بھیجا، تا وہ اس کانفرنس میں کوریا کے ساتھ جاپانی سلوک کی شکایت کریں،

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اور اپنی کامل آزادی کی اپیل کریں، جب اس بات کی اطلاع جاپان میں پہونچی، تو وہاں غم و غصّہ کی ایک لہر دوڑ گئی، اور اس طریق عمل کو جاپان نے اپنی سخت ہتک خیال کیا، اور چاہا، کہ فوری طور پر کورین بادشاہ سے سب اختیارات لے لئے جائیں، لیکن اس موقعہ پر بھی مارکویس آئی تو نے سفارش کی، کہ کورین حکومت کو قائم رکھا جائے، اس جرم کی ذمہ داری زیادہ تر بادشاہ پر آتی ہے، اس لئے اسکو ہٹاکر ولیعہد کو تخت پر بٹھایا جائے، چنانچہ ایسا ہی کیا گیا، غرض اسی قسم کی حرکات سے کوریا خود بھی اپنی حالت کو نازک سے نازک تر کرتا چلا گیا، اور اگرچہ کوریا کی ریاست حقیقت میں اپنے وجود کو سپردِ خاک کرچکی تھی، لیکن برائے نام ابھی مزید دو اڑھائی سال کے لئے لوگوں کو اپنی نزاکت حالی اور پیشگوئی کی صداقت پر شہادت دینے کے لئے باقی تھی۔

کوریا کی موت کی طرف پانچواں قدم یہ تھا، کہ ۲۷؍ جولائی ۱۹۰۷ء کو ریذیڈنٹ جنرل کو کوریا کے اندرونی اور بیرونی تغیرات کے کلی اختیارات دیدیئے گئے، گویا کورین حکومت کی رضامندی کی اب کوئی ضرورت نہ رہی، اور سیاسی و اقتصادی مشیر رکھنے کی مراعات بھی کورین حکومت سے چھین لی گئیں، تاہم کوریا کے شاہی اقتدار اور اندرونی انتظام کو برائے نام قائم رکھا گیا،

اس کے بعد کوریا کی ہلاکت کا چھٹا اور آخری قدم یہ تھا، کہ اکتوبر ۱۹۰۹ء میں مارکویس آئی تو ریذیڈنٹ کو جو کورین سلطنت سے ہمیشہ ہمدردانہ سلوک کرتا رہا تھا، ایک کورین نے گولی سے ہلاک کر دیا، کوریا کا نام بحیثیت آزاد و خودمختار حکومت مٹنے کا آخری وقت آگیا، جاپان نے یہ ظاہر کرنے کیلئے کہ میرا آخری اقدام غم و غصّہ کے جذبہ کے ماتحت نہ سمجھا جائے، اس اقدام کو کئی مہینوں تک التوا میں ڈالے رکھا، اور آخر کار ۲۲؍ اگست ۱۹۱۰ء کو باہم گفت و شنید کے بعد کورین بادشاہ نے اپنے تمام حقوق شاہِ جاپان کے حق میں چھوڑ دیئے اور اس دن کے بعد کورین مملکت اور قومی حکومت کا نام صفحہ ہستی سے مٹ گیا، اور حضرت مسیح موعود علیہ السّلام کا الہام پوری شان کے ساتھ تمام پہلوؤں سے پورا ہوا۔

اب تک بھی جبکہ کورین کا نام و نشان مدت سے مٹ چکا ہے، اور وہ علاقہ اور قوم جاپان کے زیر نگین ہے موجودہ حکومت میں کورین لوگ ذمہ دار عہدوں پر ممتاز نہیں ہوسکے، اور نہ جاپان نے انکو ملک داری اور قومی حکومت کو چلانے کی قابلیت حاصل کرنیکے ایسے قوانین سے آگاہ کیا ہے، جن سے وہ اپنے ملک کی صحیح نمائندگی کرنیکے قابل ہوسکیں، بلکہ ایسی تحریک جو زندگی کی روح قوم میں پیدا کرے، اور جاپانی نقطۂ نگاہ کے خلاف ہو، جرم سمجھی جاتی ہے۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

وصیّتیں

نمبر ۵۴۴۹ء۔ مَیں فیاض محمد خان ولد عبد الرزاق خاں قوم افغان درق زئی پیشہ دوکانداری عمر ۲۸ سال تاریخ بیعت پیدائشی ساکن زرائن گڑھ ڈاکخانہ خاص ضلع انبالہ بقائمی ہوش وحواس بلاجبر واکراہ آج بتاریخ ۱۳ر اگست ۱۹۳۹ء حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔ میری اس وقت کوئی جائداد نہیں ہے، اس وقت میری ماہوار آمد مبلغ دس روپیہ ہے، مَیں تازیست اپنی ماہوار آمد کا ۱/۱۰ حصہ داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا رہونگا، میرے مرنے کے بعد جس قدر میری جائداد ہوگی، اس کے ۱/۱۰ حصہ کی مالک بھی صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ فقط۔ العبد:۔ فیاض محمد خاں احمدی بقلم خود۔ گواہ شد:۔ عبد الغنی احمدی لاہوری دروازہ انبالہ شہر۔ گواہ شد:۔ محمد مستقیم بی۔اے، ایل ایل بی وکیل انبالہ شہر ۱۳ ۸/۳۹۔

نمبر ۵۴۴۵ء۔ مَیں نواب دین ولد چوہدری حاکم دین قوم ککے زئی پیشہ ملازمت عمر قریباً ۴۴ سال تاریخ بیعت اندازاً ستمبر ۱۹۳۶ء ساکن فیض اللہ چک ڈاکخانہ فیض اللہ چک ضلع گورداسپور۔ بقائمی ہوش وحواس بلاجبر واکراہ آج بتاریخ ۱۳ر اگست ۱۹۳۹ء حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔ میری اس وقت قریباً ۲۵ روپیہ ماہوار آمد ہے مَیں وصیت کرتا ہوں، کہ مَیں تازیست اپنی ماہوار آمد کا ۱/۱۰ حصہ صدر انجمن احمدیہ قادیان کے خزانہ میں داخل کرتا رہونگا، (انشاء اللہ تعالیٰ) اسکے علاوہ میرے پاس دو صد پچاس روپے نقد موجود ہیں میں اسکے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا ہوں، اور نیز وصیت کرتا ہوں، کہ میری جائداد جو بوقت وفات ثابت ہو، اسکے بھی دسویں حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی، اور اگر مَیں کوئی روپیہ ایسی جائداد کی قیمت کے طور پر داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان وصیت کی مدمیں کروں تو اس قدر روپیہ اسکی قیمت سے منہا کر دیا جائیگا۔ ۱۳ ۸/۳۹
گواہ شد:۔ محمد جمیل سیکرٹری وصایا انجمن احمدیہ فیروزپور۔ العبد موصی۔ نواب الدین بقلم خود لیڈنگ ہینڈ فیروزپور آرسنل گواہ شد:۔ قاضی محمد رشید سیکرٹری تعلیم وتربیت انجمن احمدیہ فیروزپور شہر؛

نمبر ۵۴۵۲ء۔ مَیں نور احمد خان ولد محمد ابراہیم خاں قوم افغان پیشہ طالب العلم عمر بیس سال تاریخ بیعت پیدائشی سال حال قادیان بقائمی ہوش وحواس بلاجبر واکراہ آج بتاریخ ۱۲ر مئی ۱۹۳۹ء حسب ذیل وصیت کرتا ہوں، موجودہ پتہ ہوسٹل انجینئرنگ سکول جگت نرائن روڈ لکھنؤ یو۔پی۔ میرے پاس اس وقت کوئی جائداد منقولہ وغیر منقولہ نہیں ہے میرا گذارہ ماہوار ۴۰ روپے ہے، جو کہ طالب علموں کے طور پر ملتا ہے، میں اپنی ماہوار آمدنی کی وصیت ۱/۱۰ حصہ بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا ہوں میرے مرنیکے بعد اگر کوئی اور جائیداد ثابت ہوگی، تو اسکی بھی صدر انجمن احمدیہ قادیان مالک ہوگی۔ یعنی ۱/۱۰ حصہ کی۔ العبد:۔ نور احمد خاں بقلم خود حال قادیان..... گواہ شد:۔ محمود احمد احمدیہ میڈیکل ہال۔ گواہ شد:۔ سیٹھی کرم الٰہی بقلم خود محلہ دارالرحمت قادیان؛

Digitized by Khilafat Library Rabwah

مُفت مُفت مُفت

رسالہ ریویو اُردو کے پُرانے فائل

جو صاحب رسالہ ریویو اُردو کا دو سال کا چندہ چھ روپے یکمشت پیشگی ارسال فرمائیں گے، ان کو رسالہ ریویو اُردو کے پُرانے فائلوں میں سے ایک سال کا فائل مفت دیا جائے گا، آج ہی درخواست ارسال فرمائیں ؁

مینجر رسالہ ریویو اُردو۔ قادیان

رُوحِ شباب میں میاں بیوی کی حقیقی الفت اور محبت کا راز مضمر ہے

رُوحِ شباب (رجسٹرڈ)

چشمۂ زندگی کی مایۂ ناز دواء

کو چندہی روز استعمال کرنیکے بعد ہر انسان اپنے معدہ میں تقویت۔ دل میں فرحت، دماغ میں ایک خاص قسم کے سرور کی لذت محسوس کرتا ہے، اعصابی کمزوری اگر بیس سال کی بھی ہو، تو ایک دو ہی ہفتہ میں کامل طور پر صحت ہوجاتی ہے، حقیقتًا یہی ایک اکسیر ہے جس سے بڑی عمر کے مایوس العلاج انسان اور عالمِ شباب میں جوانی کو برباد کرنے والے نوجوان حقیقی راحت اور دائمی صحت حاصل کرسکتے ہیں

شیشی کلاں عا روپیہ۔ خورد شیشی عہ۔ علاوہ محصولڈاک ؁

ملنے کا پتہ:- **مینجر یونان فارمیسی رجسٹرڈ جالندھر کینٹ (پنجاب)**

Digitized by Khilafat Library Rabwah

سالگرہ نمبر ۱۹۳۹ء

ہر عمر کے بچوں کے لئے

پہلے ہم

اس مرتبہ سالگرہ نمبر عجیب وغریب چیز ہوگا۔ کاغذ بہت اچھا تصویریں دلچسپ غرض ظاہری صورت بہت س
اور مضمونوں کا تو پوچھنا ہی کیا۔ تم اگر خریدار نہیں ہو تو فوراً ہو جاؤ۔ خریداروں سے اس کی قیمت الگ نہیں لی جاتی۔ ویسے اس کی قیمت ۸

منیجر پیام تعلیم، قرول باغ، نئی دہلی

Digitized by Khilafat Library Rabwah

تفسیرِ سروری

یعنی

حضرت مولانا سیّد محمد سرور شاہ صاحب مفسرِ جماعت احمدیہ کی وہ تفسیر جو رسالہ ریویو اُردو میں شائع ہوتی رہی ہے، اسکی چند گنتی کی جلدیں برائے فروخت دفتر میں موجود ہیں، یہ تفسیر شروع سے آٹھویں پارے تک کی ہے، رسالہ ریویو کے سائز پر اس کے کل دو ہزار صفحات ہیں، بعض فوری ضروریات کے پیش نظر اسکی رعایتی قیمت صرف چھ روپے رکھی گئی ہے، یہ تفسیر نہایت ہی مفید اور عام فہم ہے، آج ہی قیمت بذریعہ منی آرڈر بنام مینیجر رسالہ ریویو (اُردو) ارسال فرما کر اپنے لئے ایک جلد ریزرو کرالیں، بعد میں یہ بے بہا خزانہ کسی قیمت پر بھی نہ مل سکیگا؛

مینیجر رسالہ ریویو اُردو۔ قادیان

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ہوں، (۳) تیسرے وہ لوگ جو پچھلے زمانہ میں گذر چکے ہوں، لیکن وہ اس آنے والے تغیّر کی امید رکھتے تھے، اگر ان تینوں قسم کے گواہوں سے کسی امر کی سچائی ثابت ہو، تو اس سچائی میں کسی قسم کا شُبہ نہیں ہوسکتا، کیونکہ تینوں کے تینوں زمانے اُس کے حق میں گواہی دیتے ہیں۔

جو لوگ کسی صداقت کے منتظر ہوں، لیکن ابھی وہ صداقت ظاہر نہ ہوئی ہو، ان کے ایمان کی بنیاد خالص طور پر امور غیبیہ پر ہوتی ہے، اور جن لوگوں کے سامنے وہ صداقت آگئی ہو، وُہ اس کو دو پہلوؤں سے دیکھتے ہیں، (۱) کیا اس کی ذات میں کوئی ایسا ثبوت موجود ہے، جس سے اس کا سچا ہونا ثابت ہوتا ہو، (۲) اس سچائی کے متعلق جو پہلی کتب میں خبریں تھیں، کیا وہ اس کے ذریعہ سے پوری ہوجاتی ہیں، جب یہ زمانہ بھی گذرجاتا ہے، اور ایسے لوگ دُنیا میں پیدا ہوتے ہیں، جن کے لئے یہ سب باتیں قصّہ ہوجاتی ہیں، تو ان کے لئے ایک تیسری شہادت پیدا کی جاتی ہے، اور وہ اس صداقت کے ثمرات ہیں، وہ لوگ علاوہ پہلے دونوں قسم کے دلائل کے اس امر پر بھی غور کرسکتے ہیں، کہ اس صداقت کے ثمرات کیا پیدا ہوئے، اور اگر اس کے ثمرات ان کے زمانہ تک پیدا ہوتے چلے جاتے ہیں، تو وہ سمجھ لیتے ہیں، کہ وہ صداقت ان کے زمانہ میں بھی ویسا ہی تعلق رکھتی ہے، جیسا کہ پہلے زمانوں سے۔

درجہ کے لحاظ سے اندرونی شہادت سب سے اہم ہوتی ہے، کیونکہ وہ زمانۂ حال اور آئندہ دونوں زمانوں کے لوگوں کے لئے گواہ ہوتی ہے، اور نیز اس لئے کہ وہ دوسری چیزوں کی طرف توجہ کرنے کی زحمت سے آزاد کردیتی ہے، اور خود اپنی ذات میں ہی صداقت کو ثابت کردیتی ہے۔

دوسرے نمبر پر اس دلیل کو اہمیّت حاصل ہوتی ہے، جو صداقت کے ثمرہ کے طور پر آتی ہے، اس لئے کہ وہ بھی بعد میں آنے والے مخاطبین کے لئے ضروری ہے، اگر وہ نہ ہو، تو بعد میں آنیوالوں کے لئے صداقت مشتبہ رہے، کیونکہ کسی چیز کا خالی صداقت ثابت ہونا اس پر عمل کرنے کے لئے کافی محرک نہیں ہوتا، بلکہ ضروری ہوتا ہے، کہ یہ بھی ثابت کیا جائے کہ وہ صداقت موجودہ زمانہ میں بھی قابلِ عمل ہے، اور یہ بات نہیں ہے، کہ اس سے بڑھکر کوئی اور صداقت

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ظاہر ہو کر اسے منسوخ کر چکی ہے، اور جب کسی صداقت کے تازہ ثمرات ظاہر ہوتے ہیں، تو یہ بات ثابت ہو جاتی ہے، کہ وہ صداقت موجودہ زمانہ کے لئے بھی ویسی ہی مفید ہے، جیسے کہ گذشتہ زمانہ کے لوگوں کے لئے تھی۔

تیسرے نمبر پر اہمیت ان گذشتہ پیشگوئیوں کو حاصل ہوتی ہے، جو لوگوں کو کسی صداقت کی امید دلاتی چلی آئی ہوں، یہ دلیل بھی اپنی ذات میں کار آمد ہوتی ہے، کیونکہ ایمان کے لئے لوگوں کے دلوں کو تیار رکھتی ہے، گو اس سے فائدہ وہی لوگ اٹھاتے ہیں، جن کے زمانہ میں وہ صداقت ظاہر ہو، جس کی خبر پیشگوئیوں میں دی گئی ہو، قرآن کریم کی تائید میں ان تینوں قسم کے دلائل کو پیش کیا گیا ہے، وہ اپنی ذات میں بھی صداقت کے ثبوت رکھتا ہے، اس سے پہلے کی کتب میں بھی اس کی تصدیق موجود ہے، اور بعد میں بھی اس کے ثمرات ایسے طور پر ظاہر ہوتے رہیں گے، کہ لوگوں کو اس کے انکار کی گنجائش نہ ہو سکے گی، چنانچہ سب سے پہلے فرماتا ہے، کہ قرآن کریم یا اس کا لانیوالا رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم خدا تعالےٰ کی طرف سے اپنے ساتھ ایسے دلائل رکھتا ہے، جو قطعی طور پر ثابت کرتے ہیں، کہ وہ خدا تعالےٰ کی طرف سے ہے، اور چونکہ قرآن کریم کا زمانہ ممتد ہونے والا تھا، اور اس نے بعید ترین زمانہ کے لوگوں کو بھی ہدایت دینی تھی، اس لئے فرمایا، کہ وَيَتْلُوْهُ شَاهِدٌ مِّنْهُ۔ یعنی اس کی صداقت کو ثابت کرنے کے لئے جب اتنا عرصہ گذر جائیگا۔ کہ پہلے دلائل قصوں کے رنگ میں رہ جائینگے، تو خدا تعالےٰ کی طرف سے ایک نیا گواہ آجائیگا، پھر فرمایا، کہ علاوہ ان موجودہ دلائل کے گذشتہ نبیوں نے بھی اس کی خبر دی ہوئی ہے، جیسے موسےٰ علیہ السلام کی کتاب ہے کہ وہ امام ہے، یعنی لوگوں کو کھینچ کھینچ کر ادھر لاتی ہے، اور رحمت ہے، کہ قرآن کے ماننے کے لئے اس نے لوگوں کے واسطے آسانیاں پیدا کر دی ہیں۔ اُولٰٓئِكَ يُؤْمِنُوْنَ بِهٖ یعنی جن لوگوں کے لئے موسیٰ کی کتاب امام اور رحمت بن جاتی ہے، وہ اس پر ایمان لاتے ہیں۔

یہاں اس سوال کا جواب بھی آجاتا ہے، جو کہتے ہیں، کہ گذشتہ تیرہ سو سال میں کیوں کوئی مامور نہیں آیا، یہاں آنیوالے کے لئے شاہد کا لفظ استعمال کیا گیا ہے، اور ظاہر ہے، کہ شاھد کی ضرورت

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اسی وقت ہوتی ہے، کہ جب کسی صداقت کے متعلق یہ خیال ہو، کہ اب بھی یہ ماننے کے قابل ہے یا نہیں، پس رسُول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی بعثت کے بعد اسی وقت کسی مامور کی ضرورت ہوسکتی تھی جب قرآن کریم کے متعلق یہ سوال پیدا ہوجاتا، کہ وہ ماننے کے قابل ہے یا نہیں، اور اس کی صداقت قابلِ عمل ہے یا نہیں؟ اور پچھلے تیرہ سو سال میں کبھی بھی یہ سوال پیدا نہیں ہوُا، ہاں آج قرآن کے متعلق یہ سوال کئی گروہوں کی طرف سے پیدا ہو رہا ہے، (اوّل) خود مسلمانوں کے نزدیک اس کی بعض تعلیمیں اب قابلِ عمل نہیں رہیں، ان میں تبدیلی کی ضرورت ہے، جیسے نماز روزہ کے احکام، چور کے ہاتھ کاٹنے، پردہ اور سود وغیرہ احکام کے متعلق لوگوں میں سوالات پیدا ہو رہے ہیں (دوسرے) بہاء اللہ اور باب جیسے مدعیوں کے ماننے والوں کی طرف سے جو قرآن کریم کی شریعت کو منسوُخ قرار دیکر نئی شریعت جاری کرنے کا اعلان کرتے ہیں، (تیسرے) یہ سوال اٹھایا جارہا ہے ان علومِ جدیدہ کے محققین کی طرف سے جو تاریخی و عملی رنگ میں قرآن کریم پر حملہ آور ہیں، یہ حالات اس زمانے سے پہلے کبھی پیدا نہیں ہوئے، اس لئے اس زمانہ سے پہلے کسی شاہد کی بھی ضرورت نہ تھی۔

شَاهِدٌ مِّنْهُ کے متعلق مفسرین نے اختلاف کیا ہے۔ بعضوں نے شاہد سے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور اَفَمَنْ كَانَ سے مومن مراد لئے ہیں، مگر یہ معنے بالکل خلافِ عقل ہیں، کیونکہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم پہلے تھے اور مومن پیچھے تھے، اور اس آیت میں اَفَمَنْ كَانَ والا وجود پہلے، اور يَتْلُوْهُ شَاهِدٌ مِّنْهُ والا پیچھے بتایا گیا ہے، بعض نے شَاهِدٌ مِّنْهُ کے معنے ابوبکرؓ کے اور بعض نے حضرت علیؓ کے کئے ہیں، مگر یہ بھی درست نہیں، کیونکہ آیت میں شَاهِدٌ کے لئے مِنْهُ کی شرط لگائی گئی ہے، یعنی وہ شاہد خدا تعالےٰ کی طرف سے اس شہادت کے لئے حکم پاکر کھڑا ہوگا اور حضرت ابوبکرؓ اور حضرت علیؓ کی طرف سے ہرگز یہ دعوےٰ نہ تھا، کہ ان کو خدا تعالےٰ نے شہادت کے لئے مبعوث کیا ہے، بعض لوگوں نے عبداللہ بن سلام کو شاہد قرار دیا ہے، لیکن ان پر بھی یہی اعتراض پڑتا ہے۔

پس جاننا چاہیئے، کہ اس جگہ خصوصیت کے ساتھ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسّلام ہی کا

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ذکر ہے، جن کا نزول خدا تعالیٰ کی طرف سے اسی رنگ میں ہونا تھا، جیسے کہ پہلے بیّنہ کا نزول ہُوا تھا، اور جن کی آمد کی غرض یہ تھی کہ وہ اسلام کی صداقت کی شہادت تازہ نشانوں سے دیں جبکہ اسلام کی صداقت اور اس کی قوتِ قدسیہ کے خلاف بہت سے امور جمع ہونیوالے تھے۔

کتاب موسیٰ کی شہادتیں بہت سی ہیں، لیکن بڑی موٹی شہادت وہ ہے جو استثناء باب ۱۸ آیت ۱۸ میں ہے۔ موسیٰ علیہ السلام کی کتاب قرآن کریم کے لئے مندرجہ ذیل طریق پر امام و رحمت ہے، اوّل پیشگوئیوں کے ذریعہ سے۔ دوّم منہاجِ نبوت کو واضح کرکے۔ سوّم تعلیم کے مقابلہ کے لحاظ سے۔ چہارم اصول شرائع کے سمجھانے میں مدد دے کر۔

یہ بھی یاد رکھنا چاہیئے، کہ یَتْلُوْهُ شَاهِدٌ مِّنْهُ میں آئندہ زمانہ میں ایک گواہ کی امید دلائی گئی ہے جو اسکی صداقت کو لوگوں سے منوائیگا، نہ کسی ایسے شخص کی جو قرآن کریم کی تعلیم کو منسوخ کریگا، پس اس آیت میں بہائیوں کا رد ہے، اور یہ ان پر حجت ہے، کیونکہ گو وہ قرآن کریم کو سچا تسلیم کرتے ہیں، لیکن ساتھ ہی یہ بھی کہتے ہیں، کہ اس کا زمانہ اب گذر گیا ہے، اور بہاء اللہ کو قرآن کریم کا موعود وجود قرار دیتے ہیں، لیکن یہ آیت بتاتی ہے، کہ موعود وجود قرآن کریم کو ہمیشہ کیلئے قابلِ عمل ثابت کرنے کیلئے اور اسکی صداقت کا گواہ بنکر آئیگا، نہ کہ اسے منسوخ کرنے کیلئے۔ پس ایسا کوئی شخص جو قرآن کریم کو منسوخ کرتا ہے، قرآن کریم کا موعود نہیں ہو سکتا۔

فَلَا تَكُ فِیْ مِرْیَةٍ مِّنْهُ سے مطلق مخاطب مراد ہیں، نہ کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم، کیونکہ اس سے پہلے کہا جا چکا ہے، کہ اُولٰٓئِكَ یُؤْمِنُوْنَ بِهٖ یعنی ایک ایسی جماعت پیدا ہو چکی ہے، جو قرآن کریم اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لاتی ہے، پس یہ معنے نہایت ہی خلافِ عقل ہونگے، کہ پچھلے بیان کردہ دلائل سے ایک جماعت تو مومنوں کی پیدا ہو چکی ہے، لیکن جس پر وہ دلائل نازل ہوئے ہیں، وہ ابھی شک میں ہی ہے، سو اس کے معنے یہ ہیں، کہ اے مخاطب اس میں شک نہ کیجیو۔

احزاب کا لفظ جو یہاں آیا ہے، اس سے عام طور پر مراد انبیاء کی مخالف جماعتیں ہوتی ہیں، چونکہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم ساری دنیا کے لئے تشریف لائے تھے، اس لئے اس جگہ پر ساری دنیا کے مذاہب اور ساری دنیا کی قومیں مراد لی جائیں گی۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

تبدیلِ مذہب اسلام میں

(از جناب مولانا عبدالقادر صاحب ایم۔اے۔ پروفیسر راجشاہی کالج)

[ایک مذہبی کانفرنس میں جو سی رام پور (بنگال) میں منعقد ہوئی، اور جس میں Conversion یعنی "تبدیلِ مذہب" کے موضوع پر مختلف ادیان کے نمائندگان نے روشنی ڈالی۔ علامہ مولوی عبدالقادر صاحب ایم۔اے نے اسلامی نقطۂ نگاہ سے ایک مقالہ انگریزی زبان میں لکھکر پڑھا، ذیل میں اس کا ترجمہ ہدیۂ ناظرین کیا جاتا ہے۔ ایڈیٹر]

مجھے یقین ہے، کہ اس مجلس میں جس کے حاضرین ہندوستان اور دیگر ممالک کے اعلےٰ روحانی مشاغل سے دلچسپی رکھتے ہیں، ایسا کوئی بھی نہ ہوگا، جو Conversion کے معنے محض کسی شخص کا مذہب کو تبدیل کرنا سمجھتا ہو، بلکہ ہماری نگاہ میں یہ لفظ ایک نہایت اعلیٰ روحانی مطلب کا حامل ہے، کیونکہ بسا اوقات ایک فرد کا مذہب کو تبدیل کرنا خالص روحانی فرائض کے احساس کے زیر اثر نہیں ہوتا، اور فی زمانہ ایسی مثالیں کم نہیں ہیں، جہاں سیاسی مفاد یا بہتر معاشرتی توقعات اس قسم کی تبدیلی کی پشت پر ہوتی ہیں، اس وجہ سے مَیں اس لفظ کے اس عام معنی کو اپنی بحث سے خارج سمجھتا ہُوں۔

مَیں آپ کے سامنے قرآن کا نظریۂ Conversion (تبدیلِ مذہب) اور اس کے دیگر متعلقات اسلامی نقطۂ نگاہ سے پیش کرنا چاہتا ہوں، لیکن اس سے قبل اسلام کی مذہبی زندگی کی ایک مختصر سی تشریح مسئلہ تبدیلِ مذہب کو صحیح اسلامی معیار سے سمجھنے میں بہت حد تک ممد و معاون ہوگی۔

اسلام میں مذہبی زندگی نفس کی ظاہری و باطنی اصلاح پر مشتمل ہے، جس کے اصول قرآن میں موجود ہیں، اور اس کا عملی نمونہ رسول کریمؐ نے اپنی زندگی میں پیش کیا۔ اس سے یہ ظاہر ہے، کہ اسلام کا تعلق ہماری زندگی کے مادی اور روحانی دونوں پہلوؤں سے ہے، اور اسلام کا مقصد مذہبی زندگی

Digitized by Khilafat Library Rabwah

شہنشاہ الطب حکیم الامت مولانا نورالدین خلیفۃ المسیح اوّل رضؓ کی بیاض خاص کا تحفہ

مجرّباتِ نورالدین اعظم

میاں عبدالوہاب صاحب عمرؔ خلف حضرت خلیفۃ المسیح اوّلؓ کا عطیّہ

حضرت خلیفۃ المسیح اوّلؓ لکھتے ہیں بھیرہ میں میں نے ایک طبیب سے مشورہ کیا، کہ مَیں یہاں طب کرنا چاہتا ہوں تو اس نے کہا، تم یہاں کامیاب نہیں ہو سکتے، تم مانگو گے نہیں، یہاں عطار اور جرّاح مخالفت کرینگے علماء کی مخالفت اس کے علاوہ ہے۔ مَیں نے توکل علی اللہ اپنے ایک طالب علم سے کہا کہ یہ سرمہ بناؤ۔

مَیں نے ایک شخص کی آنکھ دیکھکر یہ سرمہ لگا دیا۔ اسکی دیکھا دیکھی ایک اور شخص نے اور سرمہ ہی طلب کیا، ہمارے شہر میں آنکھوں کی امراض بکثرت تھیں۔ خدا تعالیٰ ہی کے عجائبات ہیں، کہ اس تدبیر نے بڑی کامیابی کا منہ دکھایا۔" یہ سرمہ "نورِ نظر" جملہ امراضِ چشم میں کافی سے زیادہ سراہا جاچکا ہے۔ ککروں کو زائل کرتا ہے، یا ککروں کی وجہ سے آنکھوں میں آشوبِ چشم یا زخم ہوگئے ہوں اور بینائی کم ہوتی جاتی ہو۔ خارش اور کھجلی کے واسطے اکسیر ہے آنکھوں کو ہلکا اور صاف کرتا ہے، اس کا دائمی استعمال آنکھوں کو امراض و آفات سے محفوظ رکھتا ہے سب سے بڑی خوبی یہ ہے کہ حضرت خلیفۃ المسیح اوّلؓ کے اپنے نادر اور قیمتی کھرل میں ہفتوں کی محنت سے تیار کیا گیا ہے۔ قیمت فی شیشی ایک روپیہ چار آنہ۔

آنکھ کو معدہ سے خاص تعلق ہے، اس لئے معدہ کی صحت سے آنکھیں تندرست رہتی ہیں، اسلئے اگر معدہ میں نقص ہو تو اس سرمہ کے ساتھ اکسیر معدہ استعمال کریں، حضرت خلیفۃ المسیح اوّلؓ کے مطب میں یہ دوا ہزاروں استعمال ہوتی تھی۔ خدا تعالیٰ کے فضل سے ہزارہا لوگوں نے اس سے صحت حاصل کی ہے۔ کھانیکے بعد پے چینی، متلی۔ قبض یا دست، پیٹ میں نفخ یا درد، منہ کا مزہ کسیلا یا بدمزہ۔ غرض جملہ امراضِ امعاء و معدہ میں نہایت ہی اکسیر دوائی ہے، قیمت ۳۲ گیپٹ دو روپے۔ ملنے کا پتہ :۔

مینیجر دواخانہ نورالدین اعظم رضی اللہ عنہ دفتر قاعدہ یسرنا القرآن۔ قادیان۔ پنجاب

رجسٹرڈ ایل نمبر ۱۱۷۹

Digitized by Khilafat Library Rabwah

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی ستّر کتابیں

صرف تیس ۳۰ روپے میں

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی ستّر کتابیں، جو رسالہ "ریویو" کے سائز پر چھ ہزار صفحوں کی ہیں، صرف تیس روپے میں فروخت ہو رہی ہیں، بعض کتابوں کے نام درج ذیل ہیں:-

براہین احمدیہ حصہ اول و دوم و سوم و پنجم	گورنمنٹ انگریزی اور جہاد
آئینہ کمالاتِ اسلام	تحفۃ النور
جنگِ مقدس	تحفہ گولڑویہ
سرمہ چشم آریہ	اربعین ہر چہار حصہ
ازالہ اوہام مکمل	اعجاز المسیح
شہادۃ القرآن	نزول المسیح
نور القرآن ہر دو حصہ	کشتی نوح
انجامِ آتھم	اعجاز احمدی
ایام الصلح	نسیم دعوت
مسیح ہندوستان میں	تذکرۃ الشہادتین
تریاق القلوب	حقیقۃ الوحی
خطبہ الہامیہ	چشمہ معرفت

سب کتابیں بالکل نئی ہیں، آرڈر کے ہمراہ کم از کم دو روپے پیشگی ارسال فرمادیں، اپنا نام مع مکمل پتہ صاف تحریر فرمادیں، اگر ریلوے پارسل کے ذریعہ کتابیں منگوانی ہوں، تو ریلوے سٹیشن کا نام بھی تحریر فرمائیں، محصول بذمہ خریدار ہوگا

ملنے کا پتہ:- مینیجر رسالہ ریویو۔ اردو۔ قادیان

(اللہ بخش سٹیم پریس قادیان میں بھائی عبدالرحمٰن صاحب قادیانی پرنٹر و پبلشر نے چھاپ کر قادیان سے مالکان کیلئے شائع کیا)